ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
www.tanzeem.org

19

مسلسل اشاعت کا 33واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

تنظیم اسلامی کا ترجمان

5 تا 11 ذوالقعدہ 1445ھ / 14 تا 20 مئی 2024ء

روشنی کا مینار

ایک ایسی شخصی زندگی جو ہر طائفہ انسانی اور ہر حالت انسانی کے مختلف مظاہر اور ہر قسم کے صحیح جذبات اور کامل اخلاق کا مجموعہ ہو، صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت ہے۔ اگر دولت مند ہو تو مکے کے تاجر اور بحرین کے خزینہ دار کی تقلید کرو، بادشاہ ہو تو سلطان عرب کا حال پڑھو، اگر فاتح ہو تو بدر و حنین کے سپہ سالار پر ایک نظر ڈالو، اگر استاد اور معلم ہو تو صفہ کی درسگاہ کے معلم قدس کو دیکھو، اگر واعظ اور ناصح ہو تو مسجد مدینہ کے منبر پر کھڑے ہونے والے کی باتیں سنو، اگر تنہائی و بے کسی کے عالم میں حق کی منادی کا فریضہ انجام دینا چاہتے ہو تو مکے کے صادق و امین نبی ﷺ کا اسوۂ حسنہ تمہارے سامنے ہے۔ اگر تم حق کی نصرت کے بعد اپنے دشمنوں کو زیر اور مخالفوں کو کمزور بنا چکے ہو، تو فاتح مکہ کا نظارہ کرو۔ اگر یتیم ہو تو عبداللہ و آمنہ کے جگر گوشے کو نہ بھولو، اگر عدالت کے قاضی اور پنچایت کے ثالث ہو تو کعبے میں طلوع آفتاب سے پہلے داخل ہونے والے ثالث کو دیکھو جو حجر اسود کو کعبے کے ایک گوشے میں کھڑا کر رہا ہے، مدینے کی کچی مسجد کے صحن میں بیٹھنے والے منصف کو دیکھو جس کی نظر انصاف میں شاہ و گدا اور امیر و غریب برابر تھے، اگر تم بیویوں کے شوہر ہو تو خدیجہؓ اور عائشہؓ کے مقدس شوہر کی حیات پاک کا مطالعہ کرو، اگر اولاد والے ہو تو فاطمہؓ کے والد اور حسنؓ و حسینؓ کے نانا کا حال پوچھو۔ غرض تم جو کوئی بھی ہو، کسی حال میں بھی ہو تمہاری زندگی کے لیے نمونہ، تمہاری سیرت کی درستی اور اصلاح کے لیے سامان، تمہارے ظلمت خانے کے لیے ہدایت کا چراغ اور رہنمائی کا نور محمد رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے خزانے میں ہر وقت اور ہمہ دم مل سکتا ہے۔

خطباتِ مدراس
سید سلیمان ندوی

غزہ پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری کو 220 دن گزر چکے ہیں!
کل شہادتیں: 35350 سے زائد جن میں بچے: 15200،
عورتیں: 11250 (تقریباً)۔ زخمی: 86000 سے زائد

اس شمارے میں

ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل کی تاریخ
اہل ثروت کے کرنے کے اصل کام
''قومی فلسطین کانفرنس'' میں امیر تنظیم اسلامی کا خطاب
اسرائیلی مظالم کے خلاف امریکی یونیورسٹیوں میں مظاہرے
مَن تُرا حاجی بگویم....
تابکے امریکا

الھدیٰ 1084

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوت اور امانت

سورۃ القصص | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت:26

قَالَتۡ اِحۡدٰىہُمَا یٰۤاَبَتِ اسۡتَاۡجِرۡہُ ۫ اِنَّ خَیۡرَ مَنِ اسۡتَاۡجَرۡتَ الۡقَوِیُّ الۡاَمِیۡنُ ﴿۲۶﴾

آیت ۲۶: ﴿قَالَتۡ اِحۡدٰىہُمَا یٰۤاَبَتِ اسۡتَاۡجِرۡہُ ۫﴾ ’’ان دونوں میں سے ایک نے کہا: ابا جان! آپ ان کو ملازم رکھ لیں‘‘

اِسۡتَاۡجَرَ ’’اج ر‘‘ مادہ سے باب استفعال ہے۔ ’’مُسۡتَاۡجِر‘‘ وہ شخص ہے جو کسی کو اجرت پر ملازم رکھے جبکہ اجرت پر کام کرنے والے کو عربی میں ’’آجِر‘‘ یا ’’اَجِیر‘‘ کہا جاتا ہے۔

﴿اِنَّ خَیۡرَ مَنِ اسۡتَاۡجَرۡتَ الۡقَوِیُّ الۡاَمِیۡنُ ﴿۲۶﴾﴾ ’’یقیناً بہترین آدمی جسے آپ ملازم رکھیں وہی ہو سکتا ہے جو طاقتور اور امین ہو۔‘‘

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شخصیت کی یہ دونوں خصوصیات ان بچیوں کے مشاہدے میں آچکی تھیں۔ انہوں نے دیکھ لیا تھا کہ جب ان کی بکریوں کو پانی پلانے کے لیے آپؑ کنویں کی طرف بڑھے تھے تو آپ کا ڈیل ڈول دیکھ کر کسی چرواہے نے آپؑ سے اُلجھنے کی جرأت نہیں کی تھی اور سب نے بلاچون وچرا آپؑ کو پانی پلانے کا موقع دے دیا تھا۔ اس کے علاوہ ان بچیوں کو آپؑ کے شریفانہ رویہ سے آپؑ کی امانت داری کا تجربہ بھی ہو چکا تھا۔ کسی مرد کا سامنا کرتے ہوئے ایک شریف عورت فطری طور پر اس کی نظر کے بارے میں بہت حساس ہوتی ہے۔ آپؑ نے چونکہ لڑکیوں سے بات چیت کرتے ہوئے ان کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا‘ اس لیے انہوں نے آپؑ کی امانتداری کی گواہی دی کہ جس شخص کی نگاہ میں خیانت نہیں ہے وہ کسی اور معاملے میں بھی خیانت نہیں کرے گا۔

درس حدیث

منافق کی چار نشانیاں

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما، أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا. وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ. وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ. وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ. وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ)) (صحیح بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’چار عادتیں جس کسی میں ہوں تو وہ خالص منافق ہے اور جس کسی میں ان چاروں میں سے ایک عادت ہو تو وہ (بھی) نفاق میں ہی ہے، جب تک اسے نہ چھوڑ دے۔ (وہ یہ ہیں) جب اسے امین بنایا جائے تو (امانت میں) خیانت کرے اور بات کرتے وقت جھوٹ بولے اور جب (کسی سے) عہد کرے تو اسے پورا نہ کرے اور جب (کسی سے) لڑے تو گالیوں پر اتر آئے۔‘‘

تشریح: نفاق کا اصل یہ ہے کہ منافق کفر کو چھپاتا ہے اور ایمان کو ظاہر کرتا ہے۔ اس حدیث میں کچھ بری عادتوں کا ذکر ہے جیسے جھوٹ، امانت میں خیانت، وعدہ خلافی اور گالم گلوچ۔ ان برائیوں سے ہمیں بچنا چاہیے تاکہ ہم دعویٰ ایمان میں سچے ہوں۔

ہفت روزہ لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

5 تا 11 ذوالقعدہ 1445ھ جلد 33
14 تا 20 مئی 2024ء شمارہ 19

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: خورشید انجم
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: (042) 35473375-78
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور 54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرون ملک ...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

ادارہ "ندا" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
خورشید انجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل کی تاریخ

(حصہ اول)

قضیہ فلسطین کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے ارضِ مقدس پر ناجائز صہیونی قبضہ کے پس منظر کا اچھی طرح ادراک ناگزیر ہے۔ صہیونیوں کے اہداف کیا ہیں اور انہیں حاصل کرنے کے لیے گزشتہ کئی صدیوں سے یہود نے کس کس طرح سازش کے بیج بوئے ہیں۔ اور اب جب کہ رفح کے بارڈر پر اسرائیل قبضہ جما کر اسے بند کر چکا ہے۔ غزہ کے محصور مسلمانوں کو جو معمولی درجے میں امداد پہنچ رہی تھی اُسے بھی بند کر دیا گیا ہے۔ پھر یہ کہ مصر اور قطر کے تعاون سے جنگ بندی کا انتہائی جامع منصوبہ جسے حماس نے تو قبول کر لیا تھا لیکن اسرائیل نے اُسے بھی مسترد کر دیا ہے اور اسرائیل کی اس ہٹ دھرمی پر امریکہ اور دیگر مغربی ممالک مکمل طور پر خاموش ہیں۔ گویا رفح پر زمینی حملہ کر کے غزہ کے مسلمانوں کی نسل کشی کے اسرائیلی منصوبہ کی درپردہ حمایت کی جا رہی ہے۔ اسرائیل کی اس درندگی کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ تاریخ کے دریچوں میں جھانک کر قارئین کے سامنے صہیونیوں کے حقیقی مذموم مقاصد کو بے نقاب کیا جائے اور اُمتِ مسلمہ بالعموم اور مملکتِ خداداد پاکستان بالخصوص کے کرنے کے کام بھی واضح کر دیے جائیں۔ اس تحریر میں ان تمام معاملات کا احاطہ کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

اسرائیل کی غزہ پر وحشیانہ بمباری کو شروع ہوئے سات ماہ سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے اور میڈیا میں بتائے جانے والے اعداد و شمار کے مطابق تقریباً 35000 مسلمانوں کو شہید کر دیا گیا ہے۔ جن میں اکثریت بچوں اور عورتوں پر مشتمل ہے۔ 85000 سے زائد افراد شدید زخمی ہیں اور اس سے تقریباً دو گنا زائد ملبے تلے دبے ہوئے ہیں۔ پھر یہ کہ غزہ کے سکولوں، ہسپتالوں، پناہ گزین کیمپوں پر صہیونی فوج کی بمباری جاری ہے اور اطلاعات کے مطابق غزہ میں 80 فیصد گھر تباہ کر دیے گئے ہیں۔ لہٰذا گمان ہے کہ شہداء اور زخمیوں کی حقیقی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔ 90 فیصد آبادی شدید موسم میں کھلے آسمان تلے زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ بیس لاکھ سے زائد افراد تک بجلی، گیس، تیل کے علاوہ خوراک، پانی اور جان بچانے والی ادویات کی رسائی بھی روک دی گئی ہے۔ اقوام متحدہ کے مطابق اس وقت غزہ میں 15 لاکھ سے زائد افراد مختلف امراض اور فاقہ کشی کا شکار ہیں۔ غزہ میں امداد فراہم کرنے والے ادارے 'اونروا' (UNRWA) پر جھوٹے الزام لگا کر پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں۔ گزشتہ سات ماہ کے دوران شمالی غزہ، غزہ شہر، دیر البلح اور خان یونس پر انسانیت سوز مظالم ڈھاتے ہوئے اسرائیل غزہ کے شہریوں کو مسلسل جنوب کی طرف دھکیل رہا ہے اور اس وقت مصری سرحد سے جڑے رفح کے علاقے میں تقریباً 14 لاکھ فلسطینی موجود ہیں۔ جن پر اسرائیل کی شدید ترین بمباری جاری ہے۔ اسرائیلی وزیر اعظم نیتن یاہو نے رفح پر زمینی حملے کا بھی اعلان کر دیا ہے۔ گویا غزہ کے مسلمانوں کی زندگی انتہائی مشکل بنا دی گئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسرائیل سرزمین غزہ کو صفحۂ ہستی سے مٹانے پر تلا ہوا ہے۔ وہ امریکہ اور مغربی ممالک کی مکمل اور غیر مشروط معاونت کے ساتھ فلسطینی مسلمانوں کی نسل کشی کر رہا ہے۔ اسرائیل کے ان انسانیت سوز مظالم بلکہ جرائم کے خلاف گزشتہ ایک ماہ کے

دوران امریکہ کی مختلف یونیورسٹیوں میں طلبہ اور پروفیسرز کا شدید احتجاج دیکھنے میں آیا ہے۔ امریکہ کی یونیورسٹیوں سے شروع ہونے والا یہ احتجاج اب مغربی یورپ اور آسٹریلیا کی یونیورسٹیوں تک پھیل چکا ہے۔ دوسری طرف ان تمام ممالک کی حکومتیں اور یونیورسٹیوں کی انتظامیہ بالعموم احتجاج کرنے والے طلبہ پر سخت ترین کریک ڈاؤن کر رہے ہیں۔ گھسے پٹے ''اینٹی سیمیٹزم'' (anti semitism) یعنی ''سامی النسل لوگوں سے نفرت'' کا الزام عائد کیا جا رہا ہے۔ یہ معاملہ اپنی جگہ بحث طلب ہے کہ کیا صرف یہودی سامی النسل ہیں؟ کیا فلسطینی مسلمان سامی النسل نہیں؟ پھر یہ کہ وہ صہیونی، جو آج ناجائز ریاست اسرائیل کا زمام کار چلا رہے ہیں، جب ان کا سامی النسل ہونے سے دور دور تک کا تعلق نہیں بلکہ مشرقی یورپ سے تعلق رکھنے والے اشکنازی (خزر) یہودی ہیں جنہوں نے چھٹی صدی عیسوی میں یہودیت قبول کی تھی۔ سوال یہ ہے کہ انہیں کیسے اس اصطلاح پر مکمل اجارہ داری (Monopoly) دے دی گئی ہے۔ میڈیا پروپیگنڈا اور طاقتور کے باطل بیانیہ کا بزور شمشیر نفاذ پوری شدت سے جاری ہے۔ حال ہی میں فرہنگ کے امام امریکہ نے یہود نوازی میں ایک حیران کن جسد لگائی ہے۔ امریکہ کے ایوانِ زیریں نے بھاری اکثریت سے ایک قانون منظور کیا ہے جس کی رو سے ریاستِ اسرائیل کے خلاف بات کرنا بھی اینٹی سیمیٹزم تصور کیا جائے گا اور اس جرم کے مرتکب افراد کو قرار واقعی سزا دی جائے گی۔ بہر حال مسلمان ممالک کے لیے مقامِ شرم ہے کہ کسی بھی مسلم ملک کی بڑی یونیورسٹی میں اسرائیل کی مخالفت اور اہلِ فلسطین کے حق میں کوئی بڑا مظاہرہ دیکھنے میں نہیں آیا۔ پاکستان کی بات کریں تو حکومتی اور ریاستی اداروں کی سطح پر انتہا درجہ کی بے حسی اپنی جگہ باعث ذلت و رسوائی ہے ہی لیکن ہماری یونیورسٹیوں کی حالت زار بھی یہ ہے کہ حسبِ معمول سیکولر/ لبرل سرگرمیاں تو جاری ہیں لیکن کسی یونیورسٹی میں قابلِ ذکر احتجاج نظر نہیں آیا۔ بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر ایک امریکی ہم جنس پرست میوزک بینڈ یہاں نوجوانوں کو لہو و لعب میں مشغول رکھے گا اور پاکستان کی کئی یونیورسٹیوں میں ان کے میوزک کنسرٹس ہوں گے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

دیکھ مسجد میں شکستِ رشتۂ تسبیحِ شیخ
بت کدے میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ

اس مجرمانہ طرزِ عمل کی ویسے تو متعدد وجوہات ہو سکتی ہیں لیکن ہمارے نزدیک ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں کے مصداق خرابی کی اصل جڑ یہ ہے کہ ہمارے ملک کی جامعات میں موجود سیکولر/ لبرل پروفیسرز نوجوان نسل کی نظریاتی اور اخلاقی اساس تباہ کرنے پر مستعد و مامور ہیں۔ یونیورسٹیوں میں تعلیم و تعلم کے شعبہ سے وابستہ ان سیکولر/ لبرل دانشوروں کا المیہ یہ ہے کہ وہ اہلِ مغرب کی مرتب کردہ تاریخ اور مغربی میڈیا پر بیان ہونے والے ہر لفظ کو حق تصور کر کے آمنا و صدقنا کہتے چلے جاتے ہیں۔ ہمارے نزدیک یہ ناگزیر ہے کہ نوجوان نسل کا نظریاتی، اخلاقی اور تاریخی قبلہ درست کیا جائے تاکہ پھر عملی اقدامات کی طرف بڑھا جا سکے۔ بحیثیت مسلمان ہمارے لیے ناگزیر ہے کہ ہم دشمن کی مکاری اور عیاری کا ادراک کریں اور تاریخ کے دریچوں میں جھانکتے ہوئے کھوج لگائیں کہ وہ مغرب جو آج بے چون و چرا اسرائیل کی مکمل تابعداری کر رہا ہے، اس کا ریاستِ اسرائیل سے تعلق کیا ہے؟ بظاہر عیسائی ممالک یہودیوں کے اتنے خیر خواہ کیسے بن گئے؟ تعداد میں انتہائی قلیل صہیونیوں نے پوری مغربی دنیا کو اپنے شکنجے میں کیسے کس لیا؟ صہیونیت کا فری میسنز اور الومناتی جیسے فسادی گروہوں سے کیا تعلق ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ یہود کے مغربی یورپ میں اثر و رسوخ کا باقاعدہ آغاز صلیبی جنگوں سے ہوا۔ فری میسنز کی بنیاد نائٹس ٹیمپلر سے جڑی ہوئی ہے۔ نائٹس ٹیمپلر کی کہانی 1099ء میں پہلی صلیبی جنگ کے دوران شروع ہوتی ہے جب یورپ سے تعلق رکھنے والے رومن کیتھولک عیسائیوں کی افواج نے مسلمانوں سے یروشلم چھین لیا۔ پہلی صلیبی جنگ میں فرانسیسی کمانڈر ہیوز ڈے پیانز نے اپنے علاوہ آٹھ فوجیوں پر مشتمل ایک فوجی دستہ تشکیل دیا جس کا نام پوور نائٹس آف کرائسٹ آف دی ٹیمپل آف سولومن رکھا گیا۔ یہ گروہ بعد میں نائٹس ٹیمپلر کہلایا۔ نائٹس ٹیمپلر اعلیٰ سطحی کمانڈرز یا نائٹس تھے جن کا ہیڈ کوارٹر یروشلم کے مقدس ماؤنٹ ٹیمپل پر بنایا گیا۔ ولیم گائی کار، مینلی پی ہال، لیو ٹاکسل اور البرٹ پائیک سب اپنی کتب میں رقم طراز ہیں کہ نائٹس ٹیمپلر درحقیقت یہودیت کے پیروکار تھے، اسی لیے اپنی کارروائیوں میں عیسائیوں کو بھی لوٹتے رہے اور ان کا قتلِ عام بھی کرتے رہے۔ یہ نائٹس ٹیمپلر کے ہی کچھ اراکین تھے جنہوں نے 14ویں صدی کے دوران فرانس سے بھاگ کر برطانیہ میں فری میسنز نامی تنظیم شروع کی۔ یکم مئی 1776ء کو جرمنی کے شہر بویریا میں فری میسنری کے زیر اثر ایک گروہ نے الومناتی کی بنیاد رکھی۔ فری میسنز اور الومناتی نے تاریخ کا رخ موڑنے کے لیے طاقت کا استعمال بھی کیا۔ ان کے پیروکاروں میں ہر دور کی اہم ترین سیاسی، معاشی، معاشرتی، تعلیمی، عسکری شخصیات موجود رہی ہیں۔ یہ ایک ایسی ناقابلِ تردید حقیقت ہے جس کے عمومی طور پر دنیا بھر کے فلاسفہ اور محققین قائل ہیں۔ فری میسنز اور الومناتی کے ساتھ انتہائی قربت کا حامل ایک بڑا نام روتھ شیلڈ خاندان کا بھی ہے۔ روتھ شیلڈ خاندان کی تاریخ اور صہیونیوں کے ساتھ اُس کے تعلق پر آئندہ بات ہوگی۔ ان شاء اللہ

(جاری ہے)

اہلِ ثروت کے کرنے کے اصل کام

(سورۃ القصص کی آیات 77 اور 78 کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے 03 مئی 2024ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد

اللہ تعالیٰ نے انسان کو مال عطا کیا ہو تو اسے کیا کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا ہو اور وہ مال بھی حقیقی نفع کا باعث بنے۔ اس حوالے سے قرآن میں جا بجا ہدایات ملتی ہیں۔ انہی میں سے ایک مقام سورۃ القصص کی آیات 77 اور 78 ہیں جن میں قارون کا واقعہ بیان ہوا ہے لیکن اس واقعہ کے ذیل میں انسان کو یہ تربیت دی گئی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ دولت عطا فرمائے تو اس کو کس طرح خرچ کرنا چاہیے۔ قارون ایک مالدار شخص تھا جسے اللہ نے بہت سارا مال عطا فرمایا تھا اور اس پر واضح بھی کیا تھا کہ مال کا حقیقی تصرف کیا ہونا چاہیے اور اس سے بھلائی کس طرح حاصل کرنی ہے مگر اس نے سرکشی اور نافرمانی کی اور اللہ کا عذاب اس پر نازل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو ہدایت کی تھی کہ:

﴿وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝﴾ ''اور جو کچھ اللہ نے تمہیں دیا ہے اس سے دارِ آخرت حاصل کرنے کی کوشش کرو اور مت بھولو تم دنیا سے اپنا حصّہ اور لوگوں کے ساتھ احسان کرو جیسے اللہ نے تمہارے ساتھ احسان کیا ہے اور زمین میں فساد مت مچاؤ یقیناً اللہ فساد مچانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

اس پوری رہنمائی میں دولت کے استعمال کے حوالے سے انتہائی اہم نکات بیان ہوئے ہیں جو انتہائی توجہ طلب ہیں۔

1۔ آخرت کا گھر حاصل کرو

یہ دنیا کی زندگی اصل زندگی نہیں ہے بلکہ اصل زندگی سے پہلے صرف امتحان ہے اور یہ عارضی گزرگاہ ہے۔ آخرت کی زندگی اصل زندگی ہے۔ وہاں ہمیشہ رہنا ہے۔ لہٰذا اگر اللہ دنیا میں مال عطا کرے تو اس کا بہترین مصرف یہ ہے کہ اس کے ذریعے آخرت کا گھر حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ تاہم اس کے لیے اولین شرط یہ ہے کہ مال حلال ذرائع سے کمایا گیا ہو۔ حرام مال سے تو صدقہ بھی قبول نہیں ہوتا۔ حرام کا لباس جسم پر ہو تو دعا بھی قبول نہیں ہوتی۔ اللہ طیب ہے اور طیب کو قبول فرماتا ہے۔ مال حلال ذرائع سے کماؤ اور اللہ کے بتائے ہوئے طریقے سے خرچ کرو تو یہی مال آخرت کے گھر کا سبب بن جاتا ہے۔

سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مرتبہ: ابوابراھیم

﴿وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ﴾ (آیت: 261)

''اللہ جس کو چاہتا ہے افزونی عطا فرماتا ہے۔''

سورۃ توبہ میں ذکر آتا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰي مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّةَ ۭ﴾ (التوبۃ: 111)

''یقیناً اللہ نے خرید لی ہیں اہل ایمان سے اُن کی جانیں بھی اور اُن کے مال بھی اس قیمت پر کہ ان کے لیے جنت ہے۔''

حالانکہ اللہ کو کسی سودے کی حاجت نہیں ہے، یہ جان و مال بھی اسی کا دیا ہوا ہے، ہمارا ذاتی کچھ بھی نہیں ہے اس کے باوجود یہ اللہ کی شان کرم نوازی ہے جس کا وہ ذکر کر رہا ہے کہ جو کچھ اللہ نے تمہیں دیا ہے اسے اللہ کی اطاعت میں لگاؤ گے تو بدلے میں اللہ اس سے بہتر عطا کرے گا۔

حضرت زین العابدینؒ فرماتے ہیں کہ انسانی جان اور زندگی کوئی کمتر شے نہیں ہے کہ اسے کمتر چیزوں میں لگا اور کھپا دیا جائے اس کے بدلے میں جنت حاصل کی جا سکتی ہے۔ اصل ٹھکانہ تو آخرت ہے، اس کی فکر کرو، وہاں کے لیے جمع کرو۔ جیسے عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تم زمین پر نہ جمع کرو، یہاں چوری کا بھی ڈر ہے اور دیمک بھی کھا جاتی ہے، وہاں آسمانوں میں جمع کرو جہاں نہ چوری کا ڈر ہے اور نہ ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔ آخرت میں جمع کرنے کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزیں شریعت میں لازم کر دی ہیں۔ جیسے زکوٰۃ اور عشر ہے، یہ تو ہر صاحب نصاب پر فرض ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ صدقات اور خیرات بھی ہیں جو ہر کوئی دے سکتا ہے اور کسی وقت بھی دے سکتا ہے۔

ضروری نہیں کہ بہت سارا مال ہوگا تو تب ہی انسان آخرت کا گھر خرید سکتا ہے بلکہ خلوص نیت کے ساتھ اگر کوئی اپنے تھوڑے سے مال میں سے بھی خرچ کرے گا تو اللہ کے ہاں اس کی بھی اہمیت ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے یہاں تک فرمایا کہ کھجور کا ایک دانہ بھی اللہ کی راہ میں دے کر اگر تم اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچا سکتے ہو تو دے ڈالو۔ جنگ تبوک کے موقع پر ڈھیروں مال اللہ کی راہ میں لوگوں نے جمع کرایا۔ ایک انصاری صحابیؓ کے پاس دینے کو کچھ نہیں تھا۔ انہوں نے رات بھر ایک یہودی کے ہاں مزدوری کی۔ صبح انہیں بدلے میں چند کھجوریں ملیں۔ آدھی کھجوریں تو گھر میں بچوں کے لیے چھوڑ دیں اور باقی آدھی حضور ﷺ کی خدمت میں لا کر پیش کر دیں۔ صحابہ کرامؓ حیران تھے کہ ڈھیروں مال کے سامنے ان چند کھجوروں کی کیا اہمیت؟ حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک

سے ان کھجوروں کو سارے مال کے اوپر پھیلا دیا اور فرمایا یہ چند کھجوریں اس پورے مال پر بھاری ہیں۔ معلوم ہوا کہ خلوص نیت سے دیا ہوا تھوڑا مال بھی اللہ کے ہاں بہت مقبول ہے۔

جن لوگوں نے اپنے آپ کو زکوۃ تک محدود رکھا ہوا ہے تو ان سے گزارش ہے کہ اللہ کو ہمارے مال کی کوئی حاجت نہیں ہے بلکہ وہ تو چاہتا ہے کہ اس کے بدلے میں تمہیں بہتر عطا کرے لہٰذا صرف زکوۃ تک ہی محدود نہیں رہنا چاہیے بلکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ فِی الْمَالِ لَحَقًّا سِوَی الزَّکٰوۃِ)) ''بے شک مال میں زکوۃ کے علاوہ حصہ مقرر ہے۔''

اس دنیا میں انسان اتنی محنت اور کوشش کر کے اپنا گھر بناتا ہے تاکہ اس کے بچوں کی زندگی بہتر طریقے سے گزرے۔ حالانکہ یہ دنیا تو عارضی ہے۔ ہمیشہ کا گھر آخرت میں ہے لہٰذا ہمیں یہاں کی بجائے آخرت کے گھر کی زیادہ فکر کرنی چاہیے اور اپنی اولاد کو بھی ترغیب وتشویق دینی چاہیے کہ وہ بھی آخرت کے گھر کی فکر کریں، اس پر خرچ کریں، اس کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے صرف آخرت میں ہی فائدہ نہیں ملتا بلکہ اللہ دنیا میں بھی فائدہ دیتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ روزانہ اللہ کے دو فرشتے نازل ہوتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! جو تیری راہ میں دے رہا ہے، اسے اور دے اور جو تیری راہ سے روک رہا ہے، تو بھی اس سے روک لے۔

2۔ دنیا کا حصہ مت بھولو!

ہمارا دین فطری دین ہے۔ اس کی تعلیمات فطرت کے عین مطابق ہیں۔ مسیحیت کے ماننے والوں نے اپنے طور پر رہبانیت اختیار کر لی کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر جنگلوں میں چلے جاؤ اور گھر بار اور دنیا کے معاملات سے بالکل دور ہو جاؤ، یہ تصور اسلام میں نہیں ہے۔ ہمارا دین تو زندگی کے عین منجدھار میں ہمیں رکھ کر چاہتا ہے کہ ہم اللہ کی عبادت بھی کریں۔ یعنی دنیا کے معاملات بھی ہیں، گھر بار ہے، تجارت ہے، سیاست ہے، معیشت ہے، معاشرت ہے اور یہ سب بھی اللہ کی منشا کے مطابق کرنا عبادت ہے۔ اس دنیا میں رہتے ہوئے جو جائز حاجات ہیں انہیں بھی پورا کرنا ہے اور حاجات کو جائز طریقے سے پورا کرنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ ثواب کا بھی باعث ہے۔ اس کے علاوہ ماں باپ ہیں، بیوی بچے ہیں، سب رشتہ دار ہیں ان کے حقوق پورے کرنا بھی ایک مسلمان کی ذمہ داری ہے۔

حدیث مبارکہ میں ہے کہ وہ لقمہ جو تم اپنے ماں باپ کو کھلاتے ہو، جو اپنے بیوی بچوں کو کھلاتے ہو، وہ مال جو تم اس لیے کماتے ہو کہ کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلانا پڑے وہ بھی صدقہ ہے۔ یعنی ثواب کا کام ہے۔ حدیث میں ہے: ((کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ)) ''رزق حلال کمانے کی کوشش کرنا فرض ہے مگر دیگر فرائض کے بعد۔'' یعنی یہ نہیں کہ بندہ صرف مال کمانے کو ہی زندگی کا مقصد بنا لے۔ صرف اسی میں لگا رہے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کو چھوڑ دے۔ مال کے لیے دیگر فرائض کو چھوڑ دینا الٹا گناہ کا باعث بن جائے گا۔ سورۃ المزمل میں اللہ تعالیٰ نبی اکرم ﷺ سے مخاطب ہے۔

﴿يَبْتَغُونَ مِن فَضْلِ اللَّهِ﴾ (آیت: 20) ''اللہ کے فضل کو تلاش کرتے ہوں گے۔''

پہلے آپ ﷺ کو رات کے اکثر حصہ میں قیام کا حکم تھا اور آپ ﷺ پر ایمان لانے والوں کی اکثریت نے بھی ایسا ہی معمول بنا رکھا تھا لیکن بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے تخفیف کرتے ہوئے جو جواز بیان کیے ان میں سے ایک رزق حلال کمانا بھی شامل ہے۔ معلوم ہوا کہ دیگر فرائض کو ادا کرنے کے بعد حلال رزق کمانے کی کوشش کرنا بھی فرض ہے۔

3۔ اپنے مال سے لوگوں سے بھلائی کرو۔

تیسری بات زیر مطالعہ آیت میں یہ بیان ہوئی کہ

پریس ریلیز 10 مئی 2024ء

قادیانی مبارک ثانی کے خلاف مقدمہ کا فیصلہ قرآن وسنت اور امتناع قادیانیت آرڈیننس کے تحت کیا جائے

شجاع الدین شیخ

قادیانی مبارک ثانی کے خلاف مقدمہ کا فیصلہ قرآن وسنت اور امتناع قادیانیت آرڈیننس کے تحت کیا جائے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی مبارک ثانی کے خلاف قرآن پاک کے ایک نام نہاد ترجمہ وتفسیر جس میں تحریف اور کذب پر مبنی قادیانیوں کے عقائد کا پرچار کیا گیا ہے اُس کی تشہیر عام، تدریس اور تقسیم کرنے کے جرم میں قانونی تقاضوں کے عین مطابق سیشن کورٹ میں مقدمہ چل رہا تھا۔ ملزم کی ضمانت کی اپیل کو لاہور ہائی کورٹ نے مسترد کر دیا جس پر اس نے سپریم کورٹ سے رجوع کیا۔ چیف جسٹس کی سربراہی میں دو رکنی بینچ نے انتہائی جلد بازی دکھائی اور مدعی کو سنے بغیر ہی ملزم کے حق میں فیصلہ سنا دیا۔ بادی النظر میں دینی تعلیمات، آئین پاکستان اور تعزیرات پاکستان کو پس پشت ڈال کر ملزم کے خلاف کیس ہی خارج کر دیا اور اُسے بری کرنے کا فیصلہ سنا دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ 7 ستمبر 1974ء کو جب قادیانیوں کو پاکستان کی قانون ساز اسمبلی نے غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا تو متعلقہ آئینی ترمیم کے بعد قادیانیوں کو شعائر اسلام کے استعمال اور ان کی توہین سے روکنے کے لیے 26 اپریل 1984ء کو حکومتِ پاکستان نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا جس کے رو سے قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہہ سکتے اور اپنے مذہب کے لیے اسلامی شعائر واصطلاحات استعمال نہیں کر سکتے۔ اس سلسلہ میں تعزیرات پاکستان میں دفعات 295بی اور 298بی اور سی کو شامل کیا گیا تھا اور بعد ازاں قرآن پاک میں لفظی اور معنوی تحریف کی روک تھام کے لیے بھی قانون سازی کی گئی۔ جن کی خلاف ورزی پر قادیانی مبارک ثانی کے خلاف مقدمہ چل رہا تھا۔ امیر تنظیم نے کہا کہ ملزم نے مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کی ہے جس کی ہرگز اجازت نہیں دی جا سکتی۔ انہوں نے چیف جسٹس سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ 6 فروری 2024ء کے فیصلہ پر نظر ثانی کی اپیلوں کی اگلی پیشی کے لیے جلد از جلد تاریخ کا تعین کریں اور فیصلہ میں جو شرعی، قانونی اور آئینی سقم موجود ہیں ان کو فی الفور ختم کریں۔ اس حوالہ سے عدالت عظمیٰ کی درخواست پر قرآن اکیڈمی لاہور سمیت متعدد معروف دینی اداروں، ثقہ مذہبی اکابرین اور ممتاز قانون دانوں نے اپنی تجاویز چیف جسٹس تک پہنچا دی ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے کسی ایسی شخصیت یا جماعت کو مشاورت میں شامل نہ کیا جائے جس کا قادیانیوں کے حوالے سے موقف ملت اسلامیہ کے اجماعی موقف سے مختلف ہو۔ انہوں نے کہا کہ امت مسلمہ عقیدہ ختم نبوت پر مستعدی سے پہرا دے گی اور بوقت ضرورت تمام دینی جماعتیں اور عوام متحد ہو کر اس اہم ترین دینی ستون کے تحفظ کے لیے 1974ء کی طرز پر پُرامن احتجاجی تحریک بھی برپا کریں گی۔ ان شاء اللہ! (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

جیسے اللہ نے تم پر احسان فرمایا تم بھی لوگوں کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرو۔ ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا ہی احسان ہے۔ اللہ کا ہی فضل ہے۔

﴿یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾

جو کچھ بھی ہمیں مل جائے وہ اللہ کا فضل ہے، انسان صرف محنت کرتا ہے، کوشش کرتا ہے، دینا نہ دینا اللہ کے اختیار میں ہے۔ انسان کا اپنا کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ کہنا کہ یہ میری کمائی ہے ایک غلط فہمی ہے۔ بقول ڈاکٹر اسرار احمدؒ اگر کسی کو کم ملا ہے تو یہ بھی اس کا امتحان ہے اور اگر کسی کو زیادہ مل گیا ہے تو یہ بھی اس کا امتحان ہے۔ اگر صاحب نصاب ہو تو زکوٰۃ فرض ہے مگر تمہارے مال میں اللہ نے دوسروں کا بھی حق رکھا ہے۔ سورہ بنی اسرائیل میں اللہ کا فرمان ہم پڑھتے ہیں:

﴿وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی﴾ (بنی اسرائیل:26) ''اور حق ادا کرو قرابت داروں کا۔''

اگر اللہ نے تمہیں مال دیا ہے تو یہ اللہ کا فضل ہے، تمہاری ضرورت پوری ہو رہی ہے، اس سے زیادہ جو تمہارے پاس ہے، تمہارا اخلاقی فرض ہے کہ اسے رشتہ داروں کی فلاح کے لیے خرچ کرو جن کی ضروریات ہیں، تمہارے ماتحت جو ملازمین ہیں ان کا بھی حق ہے، آس پڑوس میں اگر کوئی ضرورت مند ہے تو اس کا بھی تمہارے مال میں حق ہے۔ اللہ تمہیں زیادہ دے کر دراصل آزما رہا ہے کہ تم ان سب کا حق ادا کرتے ہو یا نہیں کرتے۔

اگر تم اپنے مال سے کسی کی مدد کرتے ہو تو یہ تم اس پر احسان نہیں کر رہے بلکہ اپنا اخلاقی فرض پورا کر رہے ہو، لہٰذا کسی پر احسان مت جتلاؤ بلکہ تمہیں اللہ کا احسان مند ہونا چاہیے کہ اللہ نے تمہیں توفیق دی اور جس کو دے رہے ہو اس کا بھی شکریہ ادا کرو کہ اس کی وجہ سے تم کو حق ادا کرنے کا موقع ملا۔ اللہ کا دین ہماری یہ تربیت چاہتا ہے۔

آج بدقسمتی سے ہمارے معاشرے کی یہ حالت ہے کہ لاکھوں کروڑوں کی کرپشن کو جرم نہیں سمجھا جا رہا اور جرم کیوں سمجھا جائے گا جب حکومت خود ایسے کام کرے۔ نگران حکومت نے گندم یوکرائن سے منگوا لی اور ادھر مہنگے داموں کو فروخت کردی۔ اب کسان بیچارے مجبور ہیں کہ ہم کہاں جائیں، کس کو بیچیں۔ کسان کی محنت، پیسہ سب کچھ برباد ہو رہا ہے۔ صرف اشرافیہ کی حرص کی وجہ سے جس نے دولت کو معبود بنا رکھا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((تعس عبدالدینار و عبدالدرھم)) ''ہلاک ہو گیا درہم کا بندہ اور دینار کا بندہ''

اشرافیہ کو صرف دولت چاہیے، چاہے قوم کو بیچ کر کمائی جائے یا لوگوں کے گلے کاٹنے پڑیں۔ قوم مقروض ہوتی ہے تو ہوتی رہے، ملکی سلامتی داؤ پر لگتی ہے تو لگتی رہے مگر ہماری اشرافیہ کو زیادہ سے زیادہ دولت چاہیے۔ یہ حکومت کو 22 فیصد سود پر قرض دے کر عوام کا لہو نچوڑ رہی ہے۔ لہٰذا ایک طرف اس اشرافیہ کی دولت کے ڈھیر ہیں اور دوسری طرف عوام خودکشیاں کر رہی ہے؟

پاکستان اسلام کے لیے بنایا گیا تھا اور اسلام کہتا ہے کہ جیسے اللہ نے تم پر احسان کیا ہے ایسے ہی تم بھی لوگوں کے ساتھ بھلائی کرو۔ تم دینے والے ہو، چھیننے والے مت ہو اور جب دے رہے ہو تو تکبر کا اظہار مت کرنا بلکہ احساس ذمہ داری کے ساتھ اپنے فرض کو ادا کرو۔

4۔ مال کو فساد کا ذریعہ نہ بناؤ

فرمایا:

﴿وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۷۷﴾﴾ ''اور زمین میں فساد مت مچاؤ، یقیناً اللہ فساد مچانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

ایک وہ فساد ہے جو منافقین پھیلاتے تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی اقامت دین کی جدوجہد کے راستے میں روڑے اٹکاتے تھے۔ سورۃ البقرہ میں فرمایا کہ وہ سب سے بڑے فساد مچانے والے ہیں۔ معلوم ہوا کہ قرآن کی اصطلاح میں نفاذ اسلام کے راستے میں روڑے اٹکانا بھی ایک فساد ہے۔ آج ہمارے گھروں میں بیٹیاں پردہ کرنا چاہتی ہیں، گھر والے روک دیتے ہیں، نوجوان نمازی بننا چاہتے ہیں تو گھر والے، دوست احباب حوصلہ شکنی کرتے ہیں، بیٹا رشوت نہیں لینا چاہتا، حرام نہیں کمانا چاہتا تو گھر والے کہتے ہیں اس کے بغیر گزارہ کیسے ہو گا۔ اسی طرح 75 برس ہو گئے، کبھی فوجی حکمران اور کبھی سول حکمران شریعت کے نفاذ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ یہ سب سے بڑا فساد ہے۔ اس پر ہم سب کو غور کرنا چاہیے۔

ایک فساد وہ ہے جو مال کے غلط استعمال کے ذریعے پھیلایا جاتا ہے۔ ایک خاندان میں شادی پر پیسہ پانی کی طرح بہایا جاتا ہے، ہندوانہ رسومات، ناچ گانا، طرح طرح کے کھانے، کروڑوں کے زیورات، کروڑوں کا جہیز اور بے جا اخراجات۔ دوسری طرف اسی خاندان میں یتیم بچے بچیاں ہوتی ہیں، بیوائیں ہوتی ہیں، ان کے پاس کھانے کے لیے کچھ نہیں ہوتا۔ ذرا سوچئے ان کے لیے زندگی کا تصور کتنا مشکل ہو جائے گا۔ کسی غریب نے اپنی بیٹی کو رخصت کرنا ہے۔ کسی بھائی نے بہن کے ہاتھ پیلے کرنے ہیں، وہ کیا کریں گے۔ نتیجہ میں رشوت، کرپشن، لوٹ مار، ڈاکہ، چوری، قتل و غارت گری اور جرائم کا راستہ کھلے گا۔ بے جا تصرف کی اس دوڑ سے اس طرح بھی فساد پیدا ہوتا ہے۔ خاندانوں میں تفرقے، لڑائی جھگڑے اور فتنے پیدا ہوتے ہیں اور معاشرہ تباہی کا شکار ہوتا ہے۔

5۔ اللہ کا شکر ادا کرو

دوسری آیت میں فرمایا:

﴿قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِیْتُهٗ عَلٰی عِلْمٍ عِنْدِیْ ؕ﴾ (القصص:78) ''اس نے کہا کہ مجھے تو یہ سب کچھ ملا ہے اس علم کی بنیاد پر جو میرے پاس ہے۔''

یہ بالکل وہی انداز ہے جو سورۃ الکہف میں باغوں والے شخص کا تھا۔ وہ بھی یہی کہہ رہا تھا کہ یہ سب میری تدبیر اور سوچ کا نتیجہ ہے۔ آج مادہ پرستانہ سوچ نے ہمارے مزاج میں بھی گھر کر لیا ہے، آج ایک بچہ بھی کہتا ہے: I got it، کارپوریٹ سیکٹر والے کہتے ہیں: we did this ,yes we can۔ یہ دجالی فتنہ ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے ہر جمعہ کو سورۃ الکہف کی تلاوت کی فضیلت بیان فرمائی کہ جو اس کو پڑھے گا فتنہ دجال سے محفوظ رہے گا۔ سورۃ الکہف کا آغاز بھی الحمدللہ سے ہوتا ہے اور اللہ کے نبی ﷺ نے سکھایا کہ جب پانی پیو تو کہو الحمدللہ۔ کھانے سے پہلے کھانے کی دعا بھی الحمدللہ سے شروع ہوتی ہے اور کھانے کے بعد کی دعا میں بھی الحمدللہ ہے۔ جو بھی نعمت انسان کو ملے اس کے بعد اللہ کا شکر ادا ہمارے دین نے ہمیں سکھایا۔ اس کے مقابلے میں ایک مادہ پرستانہ سوچ رکھنا کہ یہ میں نے کیا ہے، یہ میرا ہے، یہ مومنانہ رویہ نہیں ہے۔ سورۃ الکہف میں ہے کہ جب باغ والے کا باغ تباہ ہو گیا تو وہ کہنے لگا: کاش میں نے اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اس مادہ پرستی، ہر قسم کے شرک، اسباب میں کھو جانے اور دجال کے فتنے سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

❁❁❁

فلسطین اور مسجد اقصیٰ کی محبت مسلمانوں کے ''جینز'' میں شامل ہے۔ شجاع الدین شیخ

مسئلہ فلسطین پوری امت کا مسئلہ ہے اس پر آواز بھی امت کی سطح پر بلند ہونی چاہیے۔

امریکی یونیورسٹیوں کے طلبہ دنیا کو سمجھا رہے ہیں کہ مسئلہ فلسطین انسانیت کا مسئلہ ہے۔

مسئلہ فلسطین پر ''اتحاد تنظیمات مدارس'' کے علماء کا متفقہ فتویٰ آنا چاہیے۔

فلسطینی مسلمانوں کی مالی، اخلاقی اور عسکری مدد کرنا OIC کے منشور اور مینڈیٹ کا حصہ ہے۔

ایوانِ اقبال لاہور میں منعقدہ ''قومی فلسطین کانفرنس'' سے امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ کا خصوصی خطاب

مرکزی جمعیت اہلحدیث کے زیر اہتمام ایوان اقبال لاہور میں قومی فلسطین کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ جمعیت اہلحدیث کے مرکزی امیر سینیٹر پروفیسر ساجد میر کی زیر صدارت منعقد ہونے والی اس کانفرنس میں لیاقت بلوچ، مولانا عبدالغفور حیدری، شجاع الدین شیخ، مولانا فضل الرحمن، مولانا احمد لدھیانوی، شاہ اویس نورانی، مولانا امجد خان، کیپٹن (ر) صفدر، فلسطینی راہنما ڈاکٹر سعد اور دیگر علماء و سکالرز نے خطاب کیا۔ اس موقع پر امیر تنظیم اسلامی جناب شجاع الدین شیخ نے کہا کہ سب سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ ایک اہم قومی ہی نہیں بلکہ امت کی سطح کے مسئلے پر ہم سب یہاں جمع ہوئے۔ اس حوالے سے میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کی قیادت، ذمہ داران اور انتظامیہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے مختلف مکاتب فکر کے علماء و اہل علم کو جمع کیا۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس کانفرنس کو بابرکت بنائے اور ہم سب کے کرنے کے جو کام ہیں ان کی طرف اللہ ہمیں متوجہ فرمائے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط﴾ (الملک: 2) ''جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے اعمال کرنے والا ہے۔''

یہ زندگی امتحان ہے۔ یہ امتحان غزہ کے مسلمانوں کا بھی ہے، سارے مسلمانوں کا بھی ہے اور اہل پاکستان کا بھی ہے۔ غزہ کی ماؤں اور بوڑھوں نے اپنے بچے قربان کر کے اظہار کر دیا کہ وہ اپنے امتحان میں کامیاب ہیں۔ ان شاء اللہ! غزہ کی ایک بوڑھی ماں کہتی ہے کہ میرے پانچ بچے اللہ کی راہ میں قربان ہو گئے، اگر مزید ہوں تو وہ بھی میں اللہ کی راہ میں قربان کر دوں۔ اسی طرح اسماعیل ہنیہ کے اپنے بیٹوں اور ان کی بہو کے اپنے شوہر کی شہادت پر جذبات آپ نے دیکھ لیے۔ سوال یہ ہے کہ ہم اس امتحان میں کہاں کھڑے ہیں؟ جو ہمارے کرنے کے کام ہیں کیا ان کو ہم انجام دینے کی کوشش کر رہے ہیں؟

مرتب: ابو ابراہیم

میرے بھائیو بزرگو! اللہ یہ دیکھ رہا ہے کہ جو شخص اپنا حصہ ڈال سکتا ہے وہ ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے یا نہیں۔ غزہ کے معاملے میں جذبات اپنی جگہ ہیں لیکن 35 ہزار افراد کی شہادتیں، ایک لاکھ افراد کا زخمی ہونا، سینکڑوں بلڈنگوں کا تباہ ہو جانا، 23 لاکھ انسانوں پر زندگی اجیرن کر دینا بھی اگر اُمت کو نہیں بلا رہا تو پھر اُمت کو اپنے گریبانوں میں جھانکنے کی ضرورت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِکْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ لا﴾ (الحدید: 16) ''کیا ابھی وقت نہیں آیا ہے اہل ایمان کے لیے کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد کے لیے اور اُس (قرآن) کے آگے کہ جو حق میں سے نازل ہو چکا ہے؟''

یہ کانفرنسیں ہو رہی ہیں اچھی بات ہے لیکن آج ہمیں امریکہ کی یونیورسٹیز کے نوجوان سمجھا رہے ہیں کہ یہ صرف مسلمانوں اور یہودیوں کا مسئلہ نہیں بلکہ یہ انسانیت کا مسئلہ ہے۔ آج امریکہ، برطانیہ اور یورپی ممالک کا مکروہ چہرہ بھی کھل کر سامنے آ گیا ہے جب کہ وہ غیر مسلم جن میں انسانیت نام کی کوئی شے ہے تو وہ اظہار کر کے ہم مسلمانوں کو اپنی ذمہ داریاں یاد دلا رہے ہیں۔ یہ مسئلہ دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث، اہل تشیع کا نہیں بلکہ یہ پوری امت کا مسئلہ ہے اور اس پر آواز بھی اُمت کی سطح پر بلند ہونی چاہیے۔

اتحاد تنظیمات المدارس مختلف مکاتب فکر کا ایک فورم ہے، کیا ہی اچھا ہو اگر سب اس فورم کو استعمال میں لے آئیں اور ہر جمعہ کو عوام کی ذہن سازی اور یاد دہانی کے لیے ہم پانچ منٹ معین کرنے کی کوشش کریں۔ ہمارے ریاستی اداروں کو جب اپنے حق میں کوئی رائے چاہیے ہوتی ہے تو وہ اتحاد تنظیمات مدارس کے علماء کو کال کرتے ہیں، آج آپ ان کو کال کیجیے اور ان کے فورم سے بات آگے جانی چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اتحاد تنظیمات مدارس کے علماء کا ایک متفقہ فتویٰ آنا چاہیے بلکہ اس پر عمل درآمد کروانے کی بھی کوشش کرنی چاہیے۔ اس ملک کی 60 فیصد آبادی نوجوانوں پر مشتمل ہے اور علماء کے پاس منبر سمیت دوسرے ذرائع بھی موجود ہیں۔ اس متفقہ مسئلہ پر نوجوانوں کو حرکت میں لانے کی ضرورت ہے۔ عوام سے دعا کی بھی التجا کی جائے کیونکہ دعا مومن کا بہت بڑا ہتھیار ہے۔ ہمارے ہاں قنوت نازلہ کا بھی اہتمام نہیں ہو رہا، اس کی طرف بھی متوجہ کیا جائے۔ اسی طرح مالی طور پر ہم فلسطینیوں کی جو مدد کر سکتے ہیں وہ بھی کریں اور دوسروں کو بھی اس طرف توجہ دلائیں۔ وہ مصنوعات جن کا منافع براہ راست اسرائیل کو جاتا ہے ان کا بائیکاٹ غیر مسلم بھی کر

رہے ہیں جب کہ ہماری تو دینی غیرت کا تقاضا ہے کہ اس پر متفقہ لائحہ عمل آنا چاہیے۔ پاکستان میں چیمبر آف کامرس کی مختلف فیڈریشنز سے اگر ہمارے روابط ہیں، اس کے علاوہ حکمرانوں، مقتدر طبقات، پارلیمنٹ کے ممبران سے اگر روابط ہیں تو ان کو کام میں لا کر بائیکاٹ کی مہم کو آگے بڑھانا چاہیے۔

یہ مملکت پاکستان اسلام کے نام پر قائم ہوئی تھی۔ بانی پاکستان قائداعظم نے کہا تھا کہ اگر یہود گڑبڑ کریں گے تو ہم پاکستان سے جواب دیں گے۔ 23 مارچ 1940ء کو جب قرارداد لاہور پاس ہوئی تھی تو اس وقت فلسطینیوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے بھی ایک قرارداد پاس ہوئی تھی۔ ہمارے جینز میں فلسطین اور اقصیٰ کی محبت موجود ہے۔ 1967ء کی جنگ میں اسرائیل کو کچھ کامیابیاں ملی تھیں تو اس وقت اسرائیلی وزیراعظم بن گوریان نے کہا تھا کہ ہمارا سب سے بڑا دشمن پاکستان ہے لہٰذا ہمیں کسی غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔ موجودہ اسرائیلی وزیراعظم نیتن یاہو کہتا ہے کہ اگر پاکستان کی ایٹمی صلاحیت ختم ہو جائے تو ہمیں خوشی ہوگی۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے بڑا پیارا تجزیہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بیماری پیدا کی اس کا علاج بھی پیدا کیا ہے۔ اسرائیل بیماری ہے جو برطانیہ اور امریکہ کی بدمعاشی کے نتیجے میں مئی 1948ء میں قائم ہوا اور پاکستان علاج ہے جو اس سے پہلے 1947ء میں قائم ہوا۔ اللہ نے ہمیں چھپڑ پھاڑ کر ایٹمی صلاحیت عطا کی۔ فلسطین کے بچے اور بوڑھے پہلے بھی شہید ہو رہے تھے اور وہ پکار رہے تھے کہ یا جیش الباکستان این انتم۔ 1973ء میں ہم نے اپنے پائلٹس بھیج کر فلسطینیوں کی مدد کی۔ آج عرب ممالک اسرائیل کے سامنے بچھ چکے ہیں، 34 ممالک کی اسلامی فوج کا کچھ پتا نہیں جس کے سربراہ ہمارے ایک سابق آرمی چیف ہیں۔ اقبال نے بھی کہا تھا کہ فلسطین کے مسئلہ پر عربوں سے امید نہ رکھنا۔ عجم میں صرف افغان طالبان ہیں جنہوں نے اللہ پر بھروسا کر کے ہمیں کچھ دکھا دیا۔ پاکستان کو اللہ نے ایٹمی صلاحیت، بہترین میزائل ٹیکنالوجی اور بہترین افواج دی ہیں۔ میرا سوال ہے کہ یہ ایٹمی صلاحیت شوکیس میں رکھنے کے لیے ہے؟ یہ میزائل ٹیکنالوجی سٹور میں رکھنے کے لیے ہے؟ اور بہترین فوج کمروں میں بٹھانے کے لیے ہے یا اس کا کوئی استعمال باطل کو آنکھیں دکھانے کے لیے بھی ہوگا؟

بہرحال عوام سے اور علماء دونوں سے میری گزارش ہے کہ حکومت پر پریشر بڑھائیں اور حکمرانوں کو بتائیں کہ ہم تو صرف بات کر سکتے ہیں تم جواب دے سکتے ہو۔ تم امت کو حرکت میں لا سکتے ہو تم سفارت کاری کر سکتے ہو۔ تم مالی تعاون کر سکتے ہو، اخلاقی مدد کر سکتے ہو مگر اس سے بھی آگے بڑھ کر عملی اقدامات بھی اٹھا سکتے ہو۔ OIC جب قائم ہوئی تھی تو اس کے چارٹر میں لکھا گیا تھا کہ فلسطینی مسلمانوں اور اقصیٰ کی حفاظت کے لیے، ایک آزاد فلسطینی ریاست کے قیام کے لیے صرف مالی اور اخلاقی نہیں بلکہ عسکری تعاون بھی ہم نے کرنا ہے۔ ہمارا حکمرانوں اور مقتدر طبقات سے مطالبہ ہونا چاہیے کہ اب صرف کانفرنسیں اور مظاہرے نہیں بلکہ اس سے آگے بڑھ کر عملی اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں، مقتدر طبقات اور ریاستی اداروں کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ واضح فرماتا ہے:

﴿أَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَوْهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ⑬﴾ (التوبہ) ”کیا تم ان سے ڈرتے ہو؟ اللہ زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔“

آج امریکہ اور برطانیہ سے ڈرنے کی بجائے ہمیں اللہ سے ڈرنے کی ضرورت ہے۔ ہم تکبیرات کہتے ہیں: اللہ اکبر، اللہ اکبر، ہم سب اپنے دلوں میں جھانک کر دیکھیں کیا اللہ بڑا ہے یا امریکہ؟ اللہ ہم سب کو دین پر حقیقی طور پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(2 تا 8 مئی 2024ء)

جمعرات 2 مئی: مرکزی عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ دوپہر میں شعبہ مالیات اور شعبہ سمع و بصر کے ناظمین سے شعبہ جاتی اجلاس کی صدارت کی۔ شام سوشل میڈیا کی معروف شخصیت قیصر احمد راجہ صاحب کے اسٹوڈیو میں فکر و منہج تنظیم کے تعلق سے podcast ریکارڈ کرایا۔

جمعہ 3 مئی: قرآن اکیڈمی لاہور میں مرکزی ناظم نشر و اشاعت اور ان کی ٹیم کے ساتھ شعبہ جاتی ملاقات رہی۔ اس کے بعد پروگرام امیر سے ملاقات کی ریکارڈنگ کرائی۔ قرآن اکیڈمی، لاہور کی مسجد میں تقریر اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور نماز پڑھائی۔ بعد از نماز جمعہ ملتان روانگی ہوئی۔ شام کو ڈاکٹر طاہر خاکوانی کی عیادت کے لیے ان کے گھر جانا ہوا۔ قرآن اکیڈمی ملتان میں مقامی امیر شہریار صاحب سے ملاقات ہوئی۔

ہفتہ 4 مئی: صبح 08:30 بجے قرآن اکیڈمی ملتان میں حلقہ پنجاب وسطی کے کل رفقاء کے تنظیمی اجتماع میں شرکت کی۔ حلقہ کا تعارف اور نئے شامل ہونے والے رفقاء کا مختصر تعارف، رفقاء کے سوالات کے جوابات، بیعت مسنونہ اور مختصر گفتگو کا اہتمام ہوا۔ ذمہ داران حلقہ سے قبل از نماز ظہر اور بعد از ظہرانہ گفتگو اور سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ سہ پہر کو سکھر روانگی ہوئی۔

اتوار 5 مئی: صبح 10:00 بجے حلقہ سکھر کے کل رفقاء کے تنظیمی اجتماع میں شرکت کی۔ حلقہ کا تعارف، نئے شامل ہونے والے رفقاء کا مختصر تعارف، رفقاء کے سوالات کے جوابات، بیعت مسنونہ اور مختصر گفتگو کی نشست ہوئی۔ ذمہ داران سے قبل از نماز ظہر اور بعد از ظہرانہ گفتگو اور سوال و جواب کا اہتمام ہوا۔ سہ پہر کراچی روانگی ہوئی۔

پیر 6 مئی: مرکز کے شعبہ نظامت کے امور کے حوالہ سے آن لائن اجلاس کی صدارت کی۔

منگل و بدھ 7 اور 8 مئی: معمول کی چند ریکارڈنگ، نائب امیر صاحب سے مستقل آن لائن رابطہ اور معمول کے امور انجام دیئے۔

ایسی ریاست اور ایسی اجتماعیت صرف خلافت کے ذریعے ہی قائم ہو سکتی جو جہاد کا اعلان کرے، اس کے قیام کے لیے ہمیں جدوجہد اور کوشش کرنی چاہیے: رضاء الحق

ہماری بدنصیبی یہ ہے کہ مغلوب، محکوم اور مفتوح لوگ ہمارے حکمران ہیں، ان میں اتنی جرأت ہی نہیں ہے کہ یہ کسی سٹیج پر جا کر کہہ سکیں کہ ہم فلسطین کو سپورٹ کرتے ہیں: قیصر احمد راجہ

اسرائیلی مظالم کے خلاف امریکی یونیورسٹیز میں جاری مظاہرے کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: اسرائیل کی درندگی غزہ سے نکل کر سڑکوں، چوک چوراہوں، آڈیٹوریمز اور یونیورسٹیوں تک پہنچ گئی ہے۔ پوری دنیا خاص طور پر امریکہ کی یونیورسٹیوں میں مظاہرے زور پکڑ رہے ہیں اور ان مظاہرین پر بھی اب مظالم کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ حالانکہ ان مظاہرین میں عیسائی اور یہودی بھی شامل ہیں۔ یہ بتایئے کہ غزہ کے حق میں ان مظاہروں کا یونیورسٹیز تک پہنچ جانا کتنی بڑی پیش رفت ہے؟

قیصر احمد راجہ: یہ بہت بڑی پیش رفت ہے۔ غزہ کا معاملہ صرف غزہ کے لوگوں کا امتحان نہیں ہے بلکہ یہ پوری دنیا کے ضمیر کا امتحان ہے۔ یہ مظاہرے صرف امریکہ میں ہی نہیں بلکہ کئی دوسرے ممالک میں بھی ہو رہے ہیں۔ امریکہ اسرائیل کی حمایت میں اتنا آگے نکل گیا تھا کہ وہ کسی کا دباؤ قبول نہیں کر رہا تھا، اقوام متحدہ، انسانی حقوق کی تنظیم، عالمی عدالت انصاف، کسی کو خاطر میں نہیں لا رہا تھا۔ کوئی کتنا ہی عزم سے آگے بڑھ رہا ہو، اگر اس کے جوتے میں ایک چھوٹا سا کنکر بھی چلا جائے تو اس کے لیے چلنا مشکل ہو جائے گا۔ یہ مظاہرے ایک اچھی ڈویلپمنٹ اس لیے ہیں کہ ان کے ذریعے اب امریکہ کے بڑھتے ہوئے قدموں کو روک لگ چکی ہے اور یہ سلسلہ اب رکنے والا نہیں ہے بلکہ آگے بڑھنا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے کہ یہ مظاہرے ختم ہو جائیں گے بلکہ نئے ایشوز کھڑے ہوں گے۔ امریکہ میں اس وقت جو غربت پھیل رہی ہے اور بے گھر افراد کی تعداد بڑھ رہی ہے، اس کی بنیادی وجہ اسرائیل کو قرار دیا جا رہا ہے۔ کیونکہ وہ پیسہ جو امریکی عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ ہوتا تھا، وہ سارا اسرائیل کو جا رہا ہے۔ خود امریکی ماہرین کے مطابق اس وقت 7 لاکھ افراد امریکہ میں بے گھر ہیں اور امریکہ نے 300 ارب ڈالر اسرائیل کو دے دیے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ پیسہ غلط جگہ استعمال ہو رہا ہے۔ 3 سے 4 بلین ڈالرز جو سالانہ اسرائیل کو جا رہے ہیں اس کا 99 فیصد اسرائیلی افواج کو جاتا ہے، اس کا مطلب ہے کہ یہ پیسہ بچوں کے قتل اور جنگی جرائم کے لیے استعمال ہو رہا ہے۔ امریکی اب اس پر سراپا احتجاج ہیں اور کہتے ہیں تم اسرائیل کی خاطر ہمیں مار رہے ہو ہم پر ظلم کر رہے ہو، ہمیں بے گھر کر رہے ہو۔ یہ سارے ایشوز اب اُٹھنا شروع ہو چکے ہیں جو کہ اچھی پیش رفت ہے۔

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: ان مظاہروں کے خلاف امریکی پولیس اور یونیورسٹیوں کی انتظامیہ بہت زیادہ کریک ڈاؤن کر رہی ہے، مظاہرین کی گرفتاریاں ہو رہی ہیں، ان کو یونیورسٹیز سے نکالا جا رہا ہے۔ کیا یہ مظاہرے امریکی پالیسی پر اثر انداز ہوں گے؟

رضاء الحق: امریکہ کی خاص طور پر دو بڑی یونیورسٹیوں (کولمبیا اور UCLA) میں بڑے پیمانے پر مظاہرے بھی ہو رہے ہیں اور ان کے خلاف کریک ڈاؤن بھی بڑے پیمانے پر ہوا ہے۔ مظاہرین کے پُرامن کیمپس کو اکھاڑ دیا گیا ہے۔ اس حوالے سے دو تین باتیں بہت اہم ہیں۔ ایک یہ کہ مظاہرین میں صرف طلبہ شامل نہیں ہیں بلکہ پروفیسرز اور انتظامیہ کے لوگ بھی شامل ہیں۔ دوسرا یہ کہ ان مظاہرین کے خلاف اینٹی سیمٹزم کا الزام لگایا جا رہا ہے جو یہودیوں کا پرانا حربہ رہا ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ جن یہودیوں کے خلاف ہولوکاسٹ ہوا تھا وہ آج خود وہی تاریخ غزہ میں دہرا رہے ہیں اور اس کے خلاف مظاہرہ کرنے والوں پر بھی اینٹی سیمٹزم کا الزام لگایا جا رہا ہے۔ اس اینٹی سیمٹزم کی اصطلاح کو استعمال کرکے وہ مظاہرین کے خلاف کریک ڈاؤن کو قانونی شکل دے رہے ہیں۔

امریکی ایوان زیریں میں ایک بل پیش ہوا ہے کہ اینٹی سیمٹزم کی اصطلاح میں توسیع کی جائے۔ یہ بل وہاں سے سادہ اکثریت سے پاس ہو گیا ہے اور اب یہ سینٹ میں بھی پاس ہو جائے گا۔ اس بل کے مطابق یہودیوں کے خلاف الفاظ کو ہی اینٹی سیمٹزم نہیں سمجھا جائے گا بلکہ صہیونی یہودیوں کے خلاف بات کرنے کو بھی اینٹی سیمٹزم سمجھا جائے گا اور بات کرنے والے کو باقاعدہ سزا ہو سکے گی۔ اس کا مطلب ہے کہ اسرائیل کے خلاف بات کرنا بھی جرم بن جائے گا۔ تیسری بات یہ ہے کہ ان مظاہروں کو امریکہ میں مقیم مسلمانوں اور ان کی تنظیم کی جانب سے جس طرح سپورٹ کیا جانا چاہیے تھا اس طرح نہیں کیا گیا۔ اس کی ایک وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ مظاہرین میں عیسائی، یہودی، سیکولر اور بائیں بازو کے لوگ بھی ہیں۔ جب LGBTQ کے حوالے سے مظاہرے ہوتے ہیں تو ان میں بھی یہ لوگ شامل ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ انسانیت کے نام پر یہ سب کرتے ہیں۔ اس لیے مسلم تنظیم نے ان سے تھوڑا فاصلہ رکھا ہوا ہے۔ کیونکہ دشمن کا دشمن دوست نہیں ہوتا بلکہ عارضی اتحادی ہوتا ہے۔ اس عارضی اتحاد میں مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے اصول بنائیں کہ ہم اپنے بنیادی بیانیے اور نظریے پر سمجھوتے کیے بغیر کس طرح اتحاد کر سکتے ہیں۔ بنیادی طور پر ان مظاہروں کی شروعات مسلمانوں کی طرف سے ہونی چاہیے تھی بجائے اس کے کہ کوئی دوسرا شروع کرے اور مسلمان اس میں شریک ہوں۔

سوال: امریکہ سمیت پوری مغربی دنیا میں جب بھی LGBTQ کے حق میں مظاہرے ہوتے ہیں، چاہے وہ عوامی سطح پر ہوں یا یونیورسٹی لیول پر، وہاں کی حکومتیں ان کو سپورٹ کرتی ہیں۔ آج انہی یونیورسٹیوں میں اسرائیلی

مظالم کے خلاف مظاہرے ہو رہے ہیں تو ریاستی اور یونیورسٹی انتظامیہ قہر بن کر ان پر ٹوٹ پڑی ہے۔ کیا انتظامیہ کے اس رویے نے مغرب کے آزادیٔ اظہار رائے کے تصور کو بے نقاب نہیں کر دیا اور کیا مغرب کا وہ دوغلا پن کھل کر سامنے نہیں آ گیا؟

دوغلا پن تو وہ ہے کہ انسان کسی اخلاقی معیار پر مضبوطی سے جما ہوا ہو اور پھر کہیں اس میں پہلو تہی نظر آئے تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ دوغلا پن ہے۔ مغرب کا تو پہلے سے ہی ایک مخصوص ایجنڈا ہے۔ جس میں ان کے اپنے حلال حرام کے معیارات ہیں۔ جیسا کہ ہم جنس پرستی کو انہوں نے جائز قرار دے دیا۔ دہرا معیار رکھنے کے لیے انسان کو منافق ہونا پڑتا ہے۔ لہٰذا جو چیز مغربی یا اسرائیلی مفاد کے خلاف جاتی ہو، اس کو وہ قبول نہیں کرتے۔ لیکن مغرب کے پالیسی بنانے والے منافق نہیں ہیں بلکہ وہ بدمعاش ہیں۔ کسی دانشور سے منسوب مقولہ ہے کہ اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں کہ حکومت اصل میں کس کی ہے تو آپ دیکھیں کہ کس پر تنقید کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ یہاں سے طے ہو جاتا ہے کہ آپ کا اصل حکمران کون ہے۔ یورپ میں آپ ہولوکاسٹ کی بات کریں تو آپ کو جیل ہو جاتی ہے۔ ویسے وہ آزادیٔ اظہار رائے کا بڑا چرچا کرتے ہیں۔ یعنی ان کا کوئی اعلیٰ اخلاقی معیار نہیں ہے۔ پاکستان میں آپ ملک پر ہزار تنقید کر لیں، سٹیٹ کے خلاف بات کر لیں، مذہب کے خلاف بات کر لیں آپ کو ٹی وی پر جگہ مل جائے گی۔ امریکہ میں نوم چومسکی کو جگہ نہیں ملتی۔ کیونکہ ان کے قومی مفاد کے خلاف جو بات کرے گا اس کو ہرگز جگہ نہیں ملتی۔ برطانیہ میں جارج گیلووے کو جگہ نہیں ملتی۔ اگر ان کو بلایا بھی جاتا ہے تو ذلیل کرنے کے لیے بلایا جاتا ہے کیونکہ وہاں معاملات طے شدہ ہوتے ہیں۔ ہم لوگوں کی غلطی تھی کہ ہم مغرب کو وہ عزت دے رہے تھے جس کے وہ لائق نہیں ہے اور نہ ہی کبھی خود انہوں نے اس کا دعویٰ کیا ہے۔

سوال: ہمارے ہاں جو حکومت کے خلاف بات کرے، جو اسٹیبلشمنٹ کے خلاف بات کرے تو اس کو سراہا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ ظالم کے خلاف کلمہ حق بلند کیا ہے

قیصر احمد راجہ: میرے خیال میں حکومت یا اسٹیبلشمنٹ کے خلاف بات کرنا کوئی برائی نہیں ہے۔ جمہوریت میں ہر کسی کو حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ بات کرے لیکن سٹیٹ کے خلاف بات کرنا برا ہے۔ مثال کے طور پر پاکستان ایک نظریہ کی بنیاد پر قائم ہوا ہے، آپ نظریہ کے خلاف بات کرتے ہیں، گھما پھرا کر آپ اسلام کے خلاف بات کرتے ہیں تو آپ ٹی وی پر آ جائیں گے حالانکہ یہ سٹیٹ کے خلاف بات ہے۔ جبکہ مغرب میں سٹیٹ کے خلاف بات آپ کرتے ہیں تو آپ کو کبھی نہیں آنے دیا جاتا۔ آپ مظاہرہ کریں گے تو آپ کو پکڑا جائے گا۔ یہی کچھ آج وہاں یونیورسٹیوں کے طلبہ کے ساتھ ہو رہا ہے۔ اس سے بھی خطرناک بات یہ ہے کہ پولیس کے ساتھ ساتھ صہیونی گروہ بھی آ کر مظاہرین پر حملہ آور ہو رہے ہیں حالانکہ سویلین کو اس کی قطعی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔ یہ ہماری غلط فہمی تھی کہ ان کا کوئی اخلاقی معیار ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ وہی چیز اب کھل کر سامنے آ رہی ہے۔

سوال: دنیا بھر میں یونیورسٹیوں میں مظاہرے چل رہے ہیں لیکن پاکستان میں ایک طالب علم نے عاصمہ جہانگیر کانفرنس میں جرمن سفیر سے غزہ کے حوالے سے سوال کر دیا جو انسانی حقوق کی بات کر رہا تھا تو جرمن سفیر نے اس کو ڈانٹ دیا اور ہماری انتظامیہ نے بھی اس طالب علم کو باہر نکال دیا۔ آپ کے خیال میں جرمن سفیر کا یہ رویہ کیا ظاہر کرتا ہے؟

> **امریکی ایوانِ زیریں میں ایک بل پیش ہوا ہے جس کے مطابق اب اسرائیل کے خلاف بات کرنا بھی جرم بن جائے گا۔**

رضاء الحق: عالمی سطح پر جو بیانیہ تشکیل دیا جاتا ہے تو ہماری حکومت، اسٹیبلشمنٹ یا انتظامیہ بھی اسی کو لے کر چلتی ہے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیے۔ پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے۔ قائداعظم نے آغاز سے ہی فلسطین کے حوالے سے ایک موقف اپنایا۔ 1940ء میں قرارداد لاہور سمیت 4 قراردادیں پاس ہوئی تھیں اور ان میں سے ایک فلسطین کے حوالے سے بھی تھی جس میں فلسطینیوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کیا گیا تھا۔ 1947ء سے پہلے قائداعظم کے کم از کم دو بیانات آن دی ریکارڈ ہیں جن میں انہوں نے فلسطین اور اہل عرب کے حق میں آواز اٹھائی۔ ایک بیان میں قائداعظم نے اسرائیل کو مغرب کا ناجائز بچہ قرار دیا۔ یہی پاکستان کی آغاز سے پالیسی رہی ہے۔ لیکن سابق نگران حکومت نے دو ریاستی فارمولا کی بات کرکے پاکستان کی پالیسی پر سوال اٹھا دیا۔ اس کے بعد آپ نے دیکھا کہ PSL کے دوران فلسطین کا جھنڈا سٹیڈیم میں لے جانے کی اجازت نہیں تھی۔ عاصمہ جہانگیر کانفرنس میں بھی اسی پالیسی کا عکس نظر آتا ہے۔ ہمارا عاصمہ جہانگیر سے بنیادی نظریاتی اختلاف تھا لیکن یہ بات اپنی جگہ ہے کہ عاصمہ جہانگیر خود اینٹی اسٹیبلشمنٹ تھی اور مخصوص پیرائے میں حقوق کی بات کرتی تھی۔ اس کے علاوہ آپ دیکھیں بعض عرب ممالک میں لوگوں نے میکڈونلڈ کا بائیکاٹ کیا ہوا ہے لیکن پاکستان میں ابھی بھی لائنیں لگی ہوئی ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ استعماری دور کے اثرات ابھی بھی باقی ہیں۔ امریکی سفیر آ کر کسی کو بلائے تو وہ پھولے نہیں سماتا۔ اسی طرح جرمن سفیر کے بارے میں بھی ہمارے ہاں یہی سوچ ہے۔ اصل میں یہ المیہ ہے کہ فلسطین کے حوالے سے ہماری وہ سوچ جو قیام پاکستان کے وقت تھی شاید بدل رہی ہے۔

سوال: فلسطینیوں سے محبت مسلمانوں کے جینز میں شامل ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ جب سے اسرائیل نے غزہ پر حملہ کیا اس وقت سے لے کر اب تک حکومتی سطح پر فلسطین کے حوالے سے کوئی واضح موقف سامنے نہیں آیا۔ بلکہ حالات یہ ہیں کہ پنجاب حکومت نے تعلیمی اداروں میں موسیقی کی تعلیم دینے کے لیے باقاعدہ ایک پلان ترتیب دیا ہے۔ کہیں ہماری ریاست مسئلہ فلسطین کو بھلا کر اپنی ترجیحات بدلتی ہوئی تو نظر نہیں آ رہی؟

قیصر احمد راجہ: ریاست تو نہیں البتہ وائسرائز کا گروپ جسے ہم حکومت کہتے ہیں وہ پالیسی بدل رہا ہے۔ فلسطین کے حوالے سے جتنا بھی یہاں کام ہو رہا ہے وہ عوامی سطح پر ہو رہا ہے اگرچہ وہ بھی اس طرح نہیں ہوا جتنا ہونا چاہیے تھا کیونکہ جب حکومت ذمہ داری ادا نہیں کرتی تو فرق پڑتا ہے۔ جہاں تک حکومتی پالیسی کا تعلق ہے تو حبیب جالب نے کیا خوب کہا تھا۔

تو کہ ناواقف آداب شہنشاہی ہے ابھی
رقص زنجیر پہن کر بھی کیا جاتا ہے

ہماری بدنصیبی یہ ہے کہ مغلوب، محکوم اور مفتوح لوگ ہمارے حکمران ہیں، ان کی کیا اوقات ہے کہ یہ کسی سٹیج پر جا کر کہہ سکیں کہ ہم فلسطین کو سپورٹ کرتے ہیں۔ باقی باتیں آپ چھوڑیں اسی شہر لاہور میں جہاں آپ ہر طرح کا جلسہ کر سکتے ہیں فلسطین کے حوالے سے جلسہ کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ اگرچہ جلسہ پھر بھی ہو گیا۔ اس کے بعد Save Gaza مہم شروع کی گئی۔ میں بھی اس کا حصہ ہوں۔ سابق نگران وزیر اعظم سے ملاقاتیں ہوئیں۔ سارا کیس ان کے سامنے رکھا گیا۔ زبانی کلامی تو بڑی حوصلہ افزائی ہوئی لیکن اس مہم کی جو قیادت کر رہی تھیں (سینیٹر مشتاق صاحب کی اہلیہ) ان کو گوجرانوالہ سے گرفتار کر لیا گیا۔ ان کا جرم یہ تھا کہ وہ فلسطین کے لیے بول

رہی تھیں، کوئی تشدد نہیں ہو رہا تھا، کوئی ریاست مخالف بات نہیں تھی، بالکل پرامن اور قانونی دائرے کے اندر ہماری مہم تھی، پرامن مطالبہ کرنے والوں کو بھی آپ اُٹھا کر اگر جیل میں ڈال دیں گے تو ایسی پالیسیاں زیادہ عرصہ نہیں چلیں گی۔ جہاں تک تعلیمی اداروں میں موسیقی سکھانے کا تعلق ہے تو یہ وہی پرانا دھن ماڈل ہے کہ موسیقی میں لگا کر لوگوں کا دھیان ہٹا دو۔ لیکن آج سوشل میڈیا کا دور ہے۔ جتنا آپ کسی چیز کو چھپائیں گے اتنا ہی وہ کھل کر سامنے آئے گی۔ افواہ جنم ہی اس وقت لیتی ہے جب آپ خبر کو دباتے ہیں۔ آج غزہ میں 40 ہزار کے قریب فلسطینی شہید ہو چکے ہیں۔ قائداعظم نے تو یہاں تک کہا تھا کہ اگر ہمیں فلسطینیوں کی مدد کے لیے جنگ کرنا پڑی تو بھی کریں گے۔ یہی ہماری ریاستی پالیسی ہے۔ ریاست میری اور آپ کی ہے، ہم ریاست ہیں۔ یہ جو اوپر بیٹھا ہوا طبقہ ہے یہ تو ریورس انجینئرنگ ہے۔ عالمی ایجنسی کے تحت پالیسیاں بناتا ہے۔ ٹرانسجینڈر ایکٹ اسی ایجنسی کے ذریعے پاس ہوا۔ لہٰذا حکومت کو اتنا سیریس لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ حکومت جب ووٹ لینے آئے تو اس وقت سنجیدگی سے سوچنا چاہیے۔ حکومت اگر کوشش کرے اور اسرائیل کے پڑوسی ممالک کو ایک پیج پر لے آئے کہ تمہاری سرزمین اور فضائیں اسرائیل کے لیے استعمال نہیں ہونی چاہئیں، تمام تجارتی راستے اسرائیل کے لیے بند ہونے چاہئیں تو اسرائیل ایک دن میں بیٹھ جائے گا۔ صرف اتنی سی بات ہے۔ ایران کے ایک حملے سے اسرائیل کا اتنا خرچہ ہو چکا ہے۔ ہم حکومت سے یہی مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ اپنی ذمہ داری پوری کریں، صرف اس بات پر ہی اگر آپ لوگوں کو اُٹھا کر جیلوں میں ڈال رہے ہیں تو یاد رکھیں ایک دن آئے گا جب آپ کو اس کا حساب بھی دینا پڑے گا۔

سوال: پاکستان امت مسلمہ کی واحد ایٹمی قوت ہے۔ اس کے باوجود ہم غزہ کے حوالے سے ایران اور ملائشیا جیسا موقف کیوں نہیں اپنا رہے؟

رضاء الحق: ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ امت مسلمہ کوئی شے ہی نہیں لیکن عملی طور پر اس کی کوئی شکل اس وقت موجود نہیں ہے۔ خلافت کے خاتمہ کے بعد اب تمام قومی ریاستیں ہیں۔ صرف پاکستان واحد مسلم ریاست ہے جو اسلام کے نام پر وجود میں آئی تھی۔ پھر قرارداد مقاصد میں بھی یہ بات واضح ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ 1973ء کے آئین میں بھی ایسی شقیں موجود ہیں جو آئین کو اسلامی آئین بناتی ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ ان شقوں کو غیر موثر کر دیا گیا ہے۔ بنیادی طور پر پاکستان کی معیشت بھی کمزور ہے جس کی وجہ سے IMF کے پاس ہم جاتے ہیں تو پھر ہمیں ان کی ہدایات پر چلنا پڑتا ہے۔ جو لوگ ریاست کو چلانے والے ہیں ان کے اپنے مفادات بھی ہیں جس کی وجہ سے بیرونی ایجنسیاں اپنی بات منوانے میں کامیاب ہو جاتی ہیں۔ جیسے مشہور حدیث ہے کہ ایک زمانہ آئے گا جب کفار مسلمانوں پر ٹوٹ پڑنے کے لیے ایسے دعوت دیں گے جیسے کھانے پر بلانے کے لیے دعوت دی جاتی ہے۔ حدیث میں اس کی وجہ وہن کی بیماری بتائی گئی یعنی دنیا سے محبت اور موت سے نفرت۔ آج پاکستان سمیت پورے عالم اسلام کی یہی کیفیت ہے۔ تمام ممالک کے اپنے اپنے معاشی، سیاسی اور تجارتی مفادات ہیں جس کی وجہ سے وہ نظریے سے سمجھوتہ کر لیتے ہیں۔ جبکہ دوسری طرف اسرائیل کے چیف ربی نے پاس اوور کے بعد سپیشل جشن کو منسوخ کر دیا۔ اس نے کہا ہم حالت جنگ میں ہیں۔ یعنی وہ امت مسلمہ کے خلاف حالت جنگ میں ہیں جبکہ امت مسلمہ کو احساس ہی نہیں ہے۔ یہ ایک المیہ ہے۔

سوال: علماء اور فقہاء کے نزدیک جب ریاست جہاد کا اعلان کرے گی تو اس وقت جہاد فرض ہوگا۔ غزہ میں اس وقت تک 35 ہزار سے زائد مسلمان شہید ہو چکے ہیں، ایک لاکھ سے زائد زخمی ہیں۔ غزہ اور رفح دونوں کھنڈر بن چکے ہیں۔ ان حالات میں ایک عام مسلمان کیا کرے؟

قیصر احمد راجہ: پاکستان میں شاید ہزاروں ایسے لوگ ہوں جو یہ نظریہ رکھتے ہوں کہ ہمیں فلسطین جانا چاہیے۔ لیکن اسلام ذاتی آراء پر نہیں چلتا۔ جتنے بھی مشکل حالات کیوں نہ ہوں بہر حال جو شریعت کے مستحکم اصول ہیں ان کے تحت ہی ہم نے چلنا ہے۔ جب تک کوئی اجتماعی فیصلہ نہ ہو، انفرادی رائے پر نہیں چلنا چاہیے، انفرادی سطح پر وہاں جا کر آپ ان کے لیے مسائل ہی کھڑے کریں گے۔ جہاد ضرور ہے لیکن اس کا طریقہ کار بھی اللہ نے دیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ﴾ (الانفال:72)

”اور جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ۔“

جو موقع پر موجود ہیں انہوں نے بالنفس جہاد کرنا ہے۔ جو وہاں موجود نہیں ہیں وہ اموال سے مدد کر سکتے ہیں۔ اموال میں صرف نقد رقم ہی شامل نہیں ہے بلکہ جتنے بھی وسائل ہیں وہ سب اس میں شامل ہیں۔ مثال کے طور پر سوشل میڈیا بھی ایک بڑا ہتھیار ہے، آپ اس کو فلسطینیوں کی مدد کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔ پاکستان میں کروڑوں لوگ جمعہ کے دن مساجد میں اکٹھے ہوتے ہیں، وہ آدھے گھنٹے کے لیے سڑکوں پر نکلیں اور حکومت پر دباؤ ڈالیں کہ حکومت کے جو کرنے کے کام ہیں وہ تو کم از کم کرے۔ جنوبی افریقہ نے جو کیس دائر کیا ہوا ہے اس میں ہماری حکومت فریق بن سکتی ہے۔ اس کے بعد ICC میں بھی شاید کیس ہو اور نیتن یاہو پر چارجز لگ جائیں۔ اس کے لیے ہماری حکومت ترکی کے ساتھ مل کر کوشش کر سکتی ہے۔ ضروری نہیں کہ جنگ ہی کرے۔

> کروڑوں لوگ جمعہ کے دن مساجد میں اکٹھے ہوتے ہیں، یہ آدھے گھنٹے کے لیے سڑکوں پر نکلیں اور حکومت پر پریشر ڈالیں کہ وہ غزہ کے حوالے سے عملی اقدام کرے۔

ہماری حکومت اس کے علاوہ بھی بہت کچھ کر سکتی ہے۔ تھوڑی سی جنگ کی بات ہی کر لی جائے تو وہ بھی مشکل نہیں ہے۔ ایران نے حملہ کیا ہے تو امریکہ چاہتا کہ ذریعے منتیں کر رہا ہے کہ مزید حملے نہ کرنا۔ چلیں اگر وہن کی بیماری ہے آپ جنگ کا خیال بھی نہیں لانا چاہتے تو کم از کم سفارتی سطح پر جو کوششیں ہو سکتی ہیں وہ تو کریں۔

سوال: غزہ پر 7 ماہ سے اسرائیلی بمباری جاری ہے۔ اسرائیلی درندگی کو روکنے اور فلسطینی مسلمانوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لیے آپ کیا تجویز کرتے ہیں کہ حکومت کیا لائحہ عمل اختیار کرے؟

رضاء الحق: بنیادی بات یہ ہے کہ شریعت نے جو معاملات طے کر دیے ہیں اسی دائرے کے اندر رہ کر ہمیں ہر قدم اٹھانا چاہیے۔ جب افغانستان میں امریکہ کے خلاف جہاد جاری تھا تو پاکستان سے لوگوں نے کہا کہ ہم بھی آپ کے پاس آتے ہیں۔ لیکن افغان طالبان نے منع کر دیا کہ آپ یہاں نہ آئیں کیونکہ ہم حالت جنگ میں ہیں اور آپ کو سنبھالنا ہمارے لیے اس وقت ممکن نہیں ہے۔ آپ وہیں رہ کر ہماری جو مدد کر سکتے ہیں وہ کریں۔ اس تناظر میں ہم فلسطینیوں کی جو مدد کر سکتے ہیں اس میں پہلی چیز دعا ہے۔ ایسے مواقع پر اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں جو دعائیں سکھائی ہیں ان دعاؤں کا اہتمام کیا جائے۔ قنوت نازلہ کا اہتمام کیا جائے۔ اپنے بچوں کو دینی تعلیمات سکھائیں اور ان میں جذبہ جہاد اور شوق شہادت پیدا کریں کیونکہ آنے والے وقت میں اس کی ضرورت پڑے گی۔ احادیث میں ایسی جنگوں کی خبریں موجود ہیں۔ ان کے لیے ہمارے پاس پہلے سے تیاری ہونی چاہیے۔

بچوں کو فلسطین اور بنی اسرائیل کی پوری تاریخ بتائیں تاکہ ان کے اندر جذبہ پیدا ہو۔ دین کا نفاذ پہلے اپنی ذات پر کریں، پھر گھر والوں پر، پھر معاشرے میں اس کی دعوت کو پھیلائیں، اسی طرح امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔ حدیث میں اس کے بھی مختلف درجات بیان ہوئے ہیں کہ اگر کوئی ہاتھ سے روک سکتا ہے تو ہاتھ سے روکے، ہاتھ سے نہیں روک سکتا تو زبان سے روکے، زبان سے بھی نہیں روک سکتا تو دل میں برا جانے۔ دل میں بھی اگر برائی کے خلاف نفرت نہیں ہے تو حدیث میں آتا ہے کہ پھر رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہے۔ ہماری حکومتوں کے پاس اختیار اور طاقت ہے وہ ہاتھ سے روکنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ OIC کے چارٹر میں لکھا ہوا ہے کہ فلسطینیوں کی اخلاقی، مالی اور عسکری مدد کی جائے گی۔ انفرادی سطح پر ہم میں سے ہر شخص اپنی طاقت اور استطاعت کے مطابق مکلف ہے اس نے اللہ کے ہاں جواب دینا ہے۔ اسرائیلی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں، دوسروں کو اس کی ترغیب دیں۔ جہاں تک جہاد کا تعلق ہے تو جب تک اسلامی خطوط کے مطابق ریاست نہیں بنے گی تب تک جہاد کا اعلان کوئی بھی مسلم ملک نہیں کرسکے گا۔ ایسی ریاست اور ایسی اجتماعیت صرف خلافت کے ذریعے ہی قائم ہوسکتی ہے اس کے لیے ہمیں جدوجہد اور کوشش کرنی چاہیے۔

❀❀❀

قارئین پروگرام "زمانہ گواہ ہے" کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

گوشۂ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

i) قرض کا معاہدہ اصل زر سے زیادہ رقم کی ادائیگی سے مشروط ہوتا تھا۔ چنانچہ قرض دیتے وقت ہی سود کی شرح طے کرلی جاتی تھی۔ ابوبکر جصاص اپنی کتاب "احکام القرآن" میں لکھتے ہیں:

"عربوں میں سود کا یہ طریق رائج تھا کہ وہ ایک مخصوص مدت کے لیے درہم یا دینار کی صورت میں قرض دیتے تھے اور اصل زر سے زیادہ کوئی رقم ابتداہی میں طے کرلی جاتی تھی۔"

ii) قرض اس شرط پر (بھی) دیا جاتا تھا کہ قرض خواہ ایک مخصوص مدت تک ہر ماہ ایک طے شدہ رقم وصول کرے گا جبکہ اصل زر محفوظ رہے گا۔ بعدازاں جب قرض کی ادائیگی کا وقت آتا تو قرض دار سے اصل زر کی ادائیگی کا مطالبہ کیا جاتا۔ اگر قرض دار ایسا کرنے سے معذور ہوتا تو قرضے کی مدت اور قابل ادائیگی رقم میں اضافہ کردیا جاتا۔

iii) (کبھی) کوئی شے مؤخر ادائیگی کی بنیاد پر فروخت کی جاتی تھی۔ جب ادائیگی کا وقت قریب آتا تو مال بیچنے والے کی طرف سے خریدار کو مزید مہلت دیتے ہوئے واجب الادا رقم میں اضافہ کردیا جاتا۔ اس عمل کے بارے میں سیوطیؒ لکھتے ہیں:

"عربوں میں ایک دستور یہ بھی تھا کہ وہ کسی شے کو مؤخر ادائیگی کی بنیاد پر خرید لیتے تھے۔ ادائیگی کے لیے طے شدہ تاریخ پر فروخت کنندہ ادا کی جانے والی اصل رقم میں اضافہ کرتے ہوئے مدتِ ادائیگی کو بڑھا دیتا۔"

چنانچہ بسا اوقات قرض کا معاہدہ طے کرتے وقت اس میں اصل زر میں اضافے کی کوئی شق نہیں رکھی جاتی تھی بلکہ ایسا اس وقت کیا جاتا جب معاہدے کی مدت ختم ہوجاتی اور ادائیگی کا وقت قریب آتا۔

سود کی درج ذیل تعبیر کو بھی مستند، معتبر اور معیاری قرار دیا جاسکتا ہے:

"ربا کسی قرض یا ادھار کے معاہدے میں سرمائے میں وہ اضافہ ہے جس کے مقابل کسی رقم، محنت یا ذمہ داری کا بدل نہ ہو۔"

بحوالہ: "انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال" از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 748 دن گزر چکے!

ضرورت رشتہ

☆ لڑکا، عمر 25 سال، انجینئر، آسٹریلیا میں سیٹلڈ کے لیے دینی مزاج کی حامل، تعلیم یافتہ لڑکی، عمر 18-21 سال کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: (Contact whatsapp + 61498546859)

☆ جھنگ میں مقیم تنظیمی گھرانے کو چنیوٹ میں مقیم اپنے بھائی، عمر 28 سال، تعلیم بی ایس سی، برسرروزگار، کے لیے نیک سیرت، دیندار گھرانے سے تعلیم یافتہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

Whatsapp +923006016464

☆ کراچی میں رہائش پذیر ملتزم رفیق کو اپنی بیوہ ہمشیرہ (اولاد کوئی نہیں) کے لیے کراچی سے مناسب رشتہ درکار ہے۔ عمر 43 سال، تعلیم ایم اے، باپردہ۔ علاوہ ازیں بھانجا، کنوارہ، عمر 28 سال، برسرروزگار کراچی کا رہائشی کے لیے کراچی یا سندھ سے دینی مزاج کی حامل کنواری لڑکی کا رشتہ چاہیے۔ برائے رابطہ: 0311-1362054

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کرلیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ کراچی جنوبی، کورنگی شرقی تنظیم کے مبتدی رفیق سید ساجد علی علیل ہیں۔

☆ حلقہ کراچی وسطی، راشد منہاس جوہر 1 کے رفیق جناب انعام اللہ شیرازی کے صاحبزادے کو ہارٹ اٹیک کے بعد اسٹنٹ ڈالا گیا ہے۔

برائے بیمار پرسی: 0333-2258285

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

مَن تُرا حاجی بگویَم، تُو مَرا مُلّا بگو

ایوب بیگ مرزا

تاریخ میں ہندوستان کا ذکر اگر سونے کی چڑیا کے طور پر آیا ہے تو اس کی وجہ اس سرزمین کی لہلہاتی فصلیں یعنی زراعت تھی اور یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ اس حوالے سے دنیا میں کوئی اُس کا ثانی نہ تھا۔ ہندو دانشور ششی تھرور اپنی کتاب In Gracious Empire میں رقم طراز ہے کہ مغلوں کے دور کے اختتام پر بھی ہندوستان کا G.D.P دنیا کے کل G.D.P کا 25 فیصد تھا۔ یہ ایک حقیقت ہے اگرچہ ناقابل یقین دکھائی دیتی ہے۔ انگریزوں نے اس انتہائی امیر ملک کے ساتھ کیا سلوک کیا یہ اس وقت ہمارا موضوع نہیں۔ لیکن ایک مثال پیش کر دیتے ہیں تاکہ قارئین کو اصل صورت حال کا کچھ نہ کچھ اندازہ ہو جائے۔ یوں سمجھ لیجئے کہ کسی انتہائی تندرست صحت مند اور توانا نوجوان کے جسم سے اتنا زیادہ خون نکال لیا جائے کہ اب اس کے لیے بغیر سہارے کھڑا ہونا بھی ممکن نہ رہے۔ یقین جانیے کہ نوے سال (1857ء تا 1947ء) کے دوران ہندوستان کی دولت برطانیہ منتقل ہوتی رہی۔ بہرحال اصل موضوع کی طرف لوٹتے ہوئے کہ ہندوستان ایک زبردست زرعی ملک تھا۔ 1947ء میں ہندوستان تقسیم ہوگیا تو سونا اُگلنے والا پنجاب بھی تقسیم ہوگیا۔ بڑا حصہ پاکستان کے حصہ میں آیا جو مغربی پنجاب کہلایا اور نسبتاً چھوٹا حصہ بھارت کے حصہ میں آیا جو مشرقی پنجاب کہلایا۔ بھارت نے بہتر اور مؤثر کارکردگی کے لیے اپنے چھوٹے حصہ کو مزید تین صوبوں میں تقسیم کر دیا جبکہ پاکستان میں آنے والے پنجاب جس کی زمین اب 12 کروڑ سے زائد آبادی کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہے جس کی وجہ سے اس کی گورننس کے مسائل بڑھتے چلے جا رہے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ ہمارے سیاسی مفادات نے صوبوں کی تقسیم کو ناممکن بنا دیا ہے۔ ہماری نااہلی اور بدانتظامی کا معاملہ یہ ہے کہ تقسیم ہند سے پہلے پاکستان کے حصہ میں آنے والے پنجاب کی زرعی پیداوار اُس پنجاب سے جو بھارت کے حصہ میں آیا کئی گنا زیادہ تھی اور آج یہ حالت ہے کہ بھارت کے حصہ میں آنے والا چھوٹا پنجاب تین حصوں میں تقسیم ہونے کے باوجود پاکستان کے بڑے پنجاب سے زیادہ پیداوار دے رہا ہے اور وہاں کا کسان خوشحال ہے۔ اس کی سیدھی اور سادہ وجہ قومی سطح پر ہماری نااہلی اور کرپشن ہے۔

آج پاکستان گندم کے بدترین بحران سے دوچار ہے اور خاص طور پر پنجاب کا کسان ناگفتہ بہ صورت حال سے دوچار ہے۔ ایک طرف وہ سرکار کے گندم نہ خریدنے پر مالی طور پر پریشان ہے تو دوسری طرف انہیں پولیس کی طرف سے لاٹھی چارج اور گرفتاریوں کا سامنا ہے یعنی حکومت مارتی بھی ہے اور رونے بھی نہیں دیتی۔ اس سب کچھ کی وجہ بھی نااہلی اور کرپشن تو ہے ہی لیکن ایک اور وجہ بھی ہے جس کی تفصیل آگے جا کر تحریر میں آ جائے گی۔

آیئے پہلے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ بحران ہے کیا اور پیدا کیوں ہوا ہے۔ پاکستان کی تاریخ یہ رہی ہے کہ جب گندم کی پیداوار اور کھپت کا اندازہ لگایا جاتا ہے تو افغانستان کی ضروریات کو بھی شمار کیا جاتا ہے۔ گزشتہ سال کچھ یوں ہوا کہ پاکستان اور افغانستان کے تعلقات مسلسل بگڑنے کی وجہ سے پنجاب میں بڑی سختی سے ضلع بندی کر دی گئی۔ دفعہ 144 نافذ ہوگئی اور وہ تمام اقدامات اٹھائے گئے کہ گندم سمگل نہ ہو یہ اچھی بات تھی۔ دوسری طرف افغانستان نے بھی پاکستان کی بجائے دوسرے ممالک سے گندم خریدی۔ لہٰذا فصل ہدف سے کم ہونے کے باوجود پنجاب کے گودام گندم سے بھرے ہوئے تھے لیکن 22 اکتوبر 2023ء کو اچانک حکومت نے یوکرین سے گندم درآمد کرنے کا پروانہ جاری کر دیا اور دلچسپ بات یہ ہے کہ یکم نومبر 2023ء کو یعنی نوٹیفکیشن کے صرف ایک ہفتہ بعد پہلا جہاز یوکرائن سے گندم لے کر پاکستان کے ساحل پر موجود تھا جبکہ روٹین میں اجازت ملنے کے بعد جہاز کو پہنچنے میں تین ہفتے سے ایک ماہ تک کا وقت لگتا ہے۔ گویا کسی کمپنی کو اکتوبر کے آغاز میں یقین تھا کہ اکتوبر کے تیسرے ہفتہ میں گندم درآمد کرنے کی اجازت مل جائے گی لہٰذا وہ پہلے ہی درآمد کرنے کے تمام انتظامات مکمل کر چکی تھی۔ المیہ یہ ہے کہ اُس وقت ملک میں چھیالیس (46) لاکھ ٹن گندم موجود تھی جو اگلی فصل تک کفایت کر سکتی تھی لیکن 34 لاکھ ٹن گندم درآمد کر لی گئی۔ یوکرائن سے درآمد شدہ گندم کی لینڈنگ پرائس 3100 روپے فی من تھی اس میں 400 روپے فی من اخراجات شمار کر لیں تو اس کی قیمت 3500 روپے بنتی ہے جو نگران حکومت کے لاڈلوں نے 4500 روپے فی من ملوں کو سپلائی کی جبکہ ملکی گندم کی قیمت 4600 روپے فی من تھی اور جس میں خریدار کو کئی دوسری رکاوٹوں کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا کسی نے ملکی گندم کی طرف توجہ نہ دی۔ ایک اندازے کے مطابق حکومتی لاڈلوں نے 85 ارب روپیہ کمایا۔ کسان کے مطابق اُسے ایک ایکڑ کی بوائی ایک لاکھ چالیس ہزار روپے میں پڑتی ہے۔ اس وقت اگر وہ آڑھتیوں اور کمیشن ایجنٹوں کو گندم بیچے تو اُسے پچاس ہزار روپیہ فی ایکڑ نقصان ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کے بدترین نتائج آنے والے چند سالوں پر مرتب ہوں گے جب ہمارا کسان گندم نہیں بوئے گا۔ البتہ اگلے لاڈلوں کے لیے پھر سنہری موقع ہوگا کہ وہ گندم کی امپورٹ سے خوب نفع کمائیں۔ ایک اندازے کے مطابق اس بددیانتی سے سرکاری خزانے کو 1 ارب 10 کروڑ ڈالر کا نقصان ہوا ہے یہ تقریباً اتنی ہی رقم بنتی ہے جو ہم نے IMF کے بوٹ چاٹ کر آخری قسط قرضہ کے طور پر حاصل کی ہے۔ اب عوام کو تحقیقات کے زوردار نعرے لگا کر بے وقوف بنایا جا رہا ہے۔ یہ درآمدی گندم اب تک آ رہی ہے اگرچہ اس کا فیصلہ نگران دور میں ہی ہوا تھا اور وہی اصل مجرم ہیں۔ لیکن کیا موجودہ حکومتی سیٹ اپ ان ہی نگران حکمرانوں کی عطا اور بخشش نہیں ہے۔ یہ ہم نہیں کہہ رہے، ہم کہتے تھے تو اسے الزام کہا جاتا تھا۔ اب تو گھر کے بھیدی نے لنکا ڈھا دی ہے۔ ایک مجرم نے دوسرے مجرم کی نشان دہی کر دی ہے۔ مسلم لیگ کے حنیف عباسی نے جب نگران وزیراعظم کاکڑ پر چور ہونے کی پھبتی کسی تو اس نے جواباً کہا کہ خاموش رہو اگر میں فارم 47 کی حقیقت بتا دوں تو مسلم لیگ (ن) کو منہ چھپانے کی جگہ نہیں ملے گی۔ کون نہیں جانتا کہ مسلم لیگ (ن) اور نگران یک جان دو قالب تھے اور ہیں۔ شہباز شریف دن رات ان کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتے۔ انہوں نے محسن نقوی کو پنجاب میں اپنے سے بہتر کارکردگی دکھانے والا وزیراعلیٰ قرار دیا تھا۔ من ترا حاجی بگویم تو مرا ملا بگو کی دن رات گردان جاری رہتی ہے۔ ہم نے تو یہ تفصیل اس لیے بتائی ہے کہ کون کس کی تحقیق کرے گا اور انہوں کی کی گئی تحقیق کس حد تک سود مند

ہوگی۔ دونوں ایک دوسرے کی شیلڈ ہیں، دونوں کا دشمن سانجھا ہے۔ البتہ آنے والے وقت میں مفادات کا اختلاف ہو جائے تو بات دوسری ہے۔ بہرحال صورت یہی نظر آتی ہے کہ کسان بیچارہ روتا، زلتا اور بلکتا رہے گا اور کسی فائیو سٹار ہوٹل کے سرد کمروں میں تحقیقات بھی جاری رہے گی۔ البتہ اس دوران حسب معمول کبھی خوشنما اعلانات کیے جائیں گے اور کبھی کبھی سڑکوں پر پولیس کسانوں کی تواضع بھی کرتی رہے گی۔

ہم نے آغاز میں جو عرض کیا تھا کہ ہم اس بحران کی ایک خاص وجہ بتائیں گے تو اُس کا تعلق پاکستان کی خارجہ پالیسی سے ہے۔ پاکستان آغاز سے ہی خاص طور سیٹو سنٹو معاہدوں میں بندھے جانے کے بعد اس خطے میں امریکہ کے ایک سپاہی کا رول ادا کر رہا تھا۔ ہم امریکی غلامی کا پٹہ گلے میں باندھ چکے تھے البتہ کبھی اس پٹہ کو ڈھیلا کرنے کی کوشش بھی کرتے تھے۔ ایوب خان جیسا ڈکٹیٹر اگرچہ پاکستان میں امریکی احکامات کی تعمیل کرواتا تھا لیکن پھر غلامی سے تنگ آ کر بہرحال "Friends not Masters" جیسی کتاب لکھنے کی جرأت بھی کر لیتا تھا۔ پھر 2014-15ء سے پاکستان نے بڑی آہستگی سے امریکہ سے دور کھسکنے اور چین کے قریب ہونے کی کوششیں شروع کر دیں اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ 2021ء میں پاکستان میں Absolutely not کی گرجدار آواز گونجی جس نے امریکہ کے صبر کا پیمانہ لبریز کر دیا۔ امریکہ نے انتہائی کامیاب جوابی وار کیا اور اندرونی مفاد پرستوں سے مل کر اُس آواز کو زنجیروں سے جکڑ دیا اور پاکستان مکمل طور پر امریکہ کے کنٹرول میں چلا گیا، جیسا پہلے کبھی بھی نہ تھا۔ اسی دوران روس، یوکرائن جنگ شروع ہوئی امریکہ نے روس کو اپنا دشمن اور یوکرائن کو اپنا اتحادی قرار دیا۔ امریکہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اسی یوکرائن سے ہم نے گندم خرید کر اپنے کسان کی پیٹھ میں خنجر گھونپ دیا۔ امریکہ نے تو یقیناً تھپکی دی ہوگی لیکن ہمارا کسان بیچارہ رُل گیا اور غریب اور مقروض ملک کا ایک ارب دس کروڑ ڈالر بھی ضائع ہو گیا۔ افواہ یہ بھی ہے کہ امریکی خوشنودی کے لیے گندم کے بدلے یوکرائن کو اسلحہ دیا گیا۔ دروغ برگردن راوی۔ بہرحال ہماری انتہائی کمزور معاشی کمر پر ایک اور لات ماری گئی ہے۔ بندوں سے کیا توقع بچانے والی اللہ کی ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ پاکستان کو امریکہ اور اُس کے دوستوں سے بچائے۔ آمین!

❀❀❀

تابناکِ امریکا

عامرہ احسان
amirapk@gmail.com

حسب سابق سرزمین قبلۂ اول پر سارے مظالم، ہتھکنڈے جاری وساری ہیں۔ وہی مرتبی وہی عسکری وہی نعرے اسد اللہی۔ بد سے بدترین آزمایا جا چکا۔ جنگی جرائم کی کوئی نئی فہرست ایجاد کرنی پڑے گی۔ کیونکہ موجودہ ہولناک فہرست تو عدالت انصاف سے اسرائیل کو جنگی مجرم قرار نہیں دلوا سکی! شرمسار کیا گیا تو نیتن یاہو، وزیر دفاع، آرمی چیف کے وارنٹ جاری کرنے کی کھوکھلی دھمکی جاری کر دی گئی۔ غزہ میں ایک عمومی لطیفہ یہ چلتا ہے کہ اسرائیل میں انسانی ہمدردی کا سب سے بڑا چیمپئن وہ وزیر تھا، جس نے جنگ کی ابتدا میں ایٹم بم پھینک کر غزہ کو ختم کرنے کو کہا تھا۔ اسرائیل 7 ماہ بڑا ہولناک اذیت میں، کئی ایٹم بموں کے برابر بمباری کر کے کھنڈر بنا چکا! وحشت انگیز مظالم خصوصاً ہسپتالوں میں جو ہوئے اس پر عالمی مگرمچھوں نے چند آنسو بہا کر تحقیق تفتیش کا بیان جاری کر دیا! غزہ حسب سابق آئے دن چھ کے اٹھاتا ڈاکٹر، صحافی، پروفیسر، عورتیں، بچے قربان کر رہا ہے۔ الشفاء ہسپتال کے آرتھوپیڈک شعبے کے سربراہ کی، قید میں شہادت تازہ زخم ہے۔ مگر یہ خون رائیگاں نہیں۔

اب تو، پہلے امریکی صدر جارج واشنگٹن (کے مجسمے) کو بھی فلسطینی۔ کارف 'کفیہ' اوڑھا دیا، فلسطینی پرچم سے ڈھانپ دیا!ہارورڈ یونیورسٹی کے ہارورڈ جان (مجسمے) کو فلسطینی پرچم تلے چپ بیٹھے سب نے دیکھ لیا۔ اس وقت دنیا نہایت اہم موڑ پر کھڑی ہے۔ پورے امریکا میں سرکردہ ترین یونیورسٹیوں میں نوجوان طلبہ نے شدید جذباتی آگ بھڑکا دی ہے جس سے پورا گلوب تھرتھرا اٹھا ہے۔ اسرائیل اپنی عالمی حمایت کھو بیٹھا ہے۔ عالمی رائے عامہ اس کے خلاف ہو چکی ہے۔ امریکا کے سر پر انتخابات آئے کھڑے ہیں۔ فضا میں شدید تناؤ ہے۔ ہر اس سیاست دان، لیڈر، اداروں کے سربراہوں کے لیے (تمام مغربی ممالک میں) جو غزہ میں قتل عام کی مخالفت نہ کرے۔ منہ موڑ لے! برطانیہ میں وہ آزاد امیدوار جیت رہے ہیں جو غزہ جنگ پر گونگے نہ بنے۔ قتل وغارت گری پر بے حسی نے ہر جا ووٹرز میں غم وغصہ پیدا کر دیا ہے۔ بالخصوص مسلمان کہہ رہے ہیں کہ ہم ایسے کسی امیدوار کو ووٹ دینے کا سوچ بھی نہیں سکتے جو اخلاقی گراوٹ کی اس انتہا پر ہو کہ غزہ پر ظلم کے خلاف آواز تک نہ اٹھائے۔ امریکا بھر میں 80 سے زائد یونیورسٹیاں شدید مظاہروں، احتجاجوں کی لپیٹ میں ہیں۔ گھبرا کر یو این میں اسرائیلی سفیر گیلا ڈاردون بول اٹھا: "ہمیں ہمیشہ پتہ تھا کہ حماس اسکولوں میں چھپتی ہے۔ مگر ہمیں اندازہ نہ تھا کہ یہ صرف غزہ کے اسکول نہیں یہ تو ہارورڈ، کولمبیا اور بہت سی اعلیٰ ترین یونیورسٹیوں میں بھی ہیں۔"اس پر ایک امریکی کھلکھلا اٹھا، کہنے لگا: 'ہاں ہاں! بالکل ہارورڈ، کولمبیا، تمام ایلیٹ یونیورسٹیاں 'حماس' ہیں۔ گیلا ڈ درست کہہ رہا ہے کہ دنیا میں اعلیٰ ترین تعلیم کے حامل طالب علم مزاحمت کی تائید، حمایت کر رہے ہیں۔ گیلاڈ! جو بھی اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے، اس مسئلے اور تاریخ پر عبور رکھتا ہے وہ (غزہ کی) حمایت کرتا ہے۔ اور جو نہیں کرتا وہ نہایت غبی، احمق، ذہانت سے عاری ہے یا برین واش ہو چکا ہے!' (یا مسلمان حکمرانوں کی طرح مفادات کا اسیر ہے یا ان کے عوام کی مانند گونگے، بھیڑ بکریوں کے ریوڑ ہیں!)

امریکی طلبہ نے یونیورسٹیوں میں غزہ کی مانند ایک مزاحمت کی لہر اٹھا کھڑی کی ہے۔ ان کے ذریعے یونیورسٹیوں کے حیرت انگیز راز فاش ہو گئے۔ پتہ یہ چلا کہ امریکا بھر بلکہ بھی مغرب کی یونیورسٹیاں اسرائیل کی جنگی مشینری میں سرمایہ کاری کرتی ہیں۔ صرف 30 بڑی امریکی یونیورسٹیوں کی سرمایہ کاری 500 ارب ڈالر کی ہے۔ طلبہ چیخ اٹھے ہیں کہ ان کے ڈالر غزہ کے بچوں کے قتل میں استعمال ہو رہے ہیں۔ مشی گن یونیورسٹی میں گریجویشن کی تقریب میں شریک ہزاروں طلبہ کی موجودگی میں اٹھایا ہنگامہ دیدنی تھا۔ گریجویشن کے گاؤن پہنے، اپنی تعلیم کی تکمیل کی خوشی بھلا کر، ڈگری کے حصول کے سحر سے بے نیاز نعرہ زن تھے: 'اسرائیل بمباری کرتا ہے اور مشی گن یونیورسٹی اس کی ادائیگی کرتی ہے'، 'بتاؤ! آج تم نے کتنے بچے قتل کیے؟' سے فضا تھرا اٹھی۔ 'راز کھولو (کتنی سرمایہ کاری کی ہے؟) 'سرمایہ نکالو۔ ہم چین سے ہرگز نہیں بیٹھیں گے'، کے نعرے لگ رہے تھے۔ بار بار الزامی انداز میں یو ایس

اے، یواینس اے، پکار رہے تھے۔ تمام یونیورسٹیوں میں لگے کیمپ، دھرنے یہی مطالبے دہرا رہے ہیں۔ امریکہ کی ہوائیں، Divest۔ سرمایہ واپس لو (اسرائیل سے) کی گونج دہراتی اب پورے گلوب میں رواں دواں ہیں، ہر براعظم میں! یونیورسٹیوں کے سبھی شیڈول درہم برہم ہوگئے۔ طلبہ پر بے محابا پولیس جابجا ٹوٹ پڑی۔ لاس اینجلس میں یونیورسٹی آف کیلیفورنیا اور نیویارک میں بالخصوص کولمبیا یونیورسٹی کو نشانہ بنایا گیا۔ اسرائیل نواز جتھے بھی ان مظاہرین پر وحشیانہ انداز میں حملہ آور ہوئے۔ مرچوں کا تاک کر آنکھوں میں سپرے۔ ربڑ کی گولیاں جن میں اندر دھات تھی جس سے شدید زخم چہرے پر آئے۔ اس سب کے باوجود تحریک مدہم نہیں پڑی۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ تماشا نہیں ہے۔ ہم یہاں قتل عام میں سرمایہ کاری ختم کروانے آئے ہیں۔ یہ کروڑوں ڈالر ہماری تعلیم، اساتذہ ہمارے اداروں پر خرچ کریں۔ ’ہم فلسطین کی آزادی تک لڑنے کے لیے تیار ہیں‘ کے نعرے پر سب ہم آواز تھے۔

فرانس کی اعلیٰ ترین سوبورن یونیورسٹی کے طلبہ کا کہنا تھا کہ ’جس طرح یہ تحریک پورے امریکا میں پھیلی ہے۔ ہم فرانس میں بھی یہی چاہتے ہیں۔ ہم اپنی حکومت کا اسرائیلی مظالم میں حصہ دار بننا رد کرتے ہیں۔ امریکی، مغربی حکومتیں اور کچھ عرب حکومتیں جو سرگرم رہ کر یا خاموشی سے قتل عام میں حصہ دار اور مؤید ہیں ہم اس کے خلاف اٹھے ہیں‘۔ طلبہ میں یکجہتی کا عالم یہ ہے کہ اوہائیو میں مسلمان نوجوان نماز باجماعت ادا کر رہے ہیں۔ پولیس انہیں گرفتار کرنے کے درپے ہے۔ غیر مسلم امریکی طلبہ نمازیوں کے گرد حصار باندھے کھڑے نعرے لگا رہی ہے: ’انہیں نماز پڑھنے دو!‘ پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے! ادھر سے غزہ میں اجڑے فلسطینیوں نے اپنے ٹینٹوں پر لکھ رکھا ہے: ’شکریا! کولمبیا یونیورسٹی کے طلبہ!‘ سڈنی یونیورسٹی (آسٹریلیا) میں روشنیوں سے یونیورسٹی کے لان میں رات کے وقت غزہ (GAZA) لکھا جگمگا رہا ہے! پس منظر میں یونیورسٹی کی عمارت، احتجاجی طلبہ اور بینر ہیں! یعنی غزہ ہر صاحبِ دل، زندہ و بیدار قالب میں بستا اور دھڑکتا ہے۔ تمام زندہ آبادیوں میں یہ نام روشنی بکھیرتا ہے ایمان سے منور۔ یہی چیز مغرب میں اشاعتِ اسلام کا ذریعہ بن گئی۔ ایک گورا نوجوان کہہ رہا ہے: ’اب دنیا میں کوئی مسلمانوں سے خوفزدہ نہیں۔ دہشت گردی نامی جنگ کا پروپیگنڈا اب کام نہیں کر رہا۔ میں مظاہروں میں بہت سے مسلمانوں سے ملا ہوں۔

وہ بھی بے انتہا مہربان تھے۔ اب کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ ’برے لوگ‘ ہیں اور ہمارے ٹیکسوں کی کمائی انہیں بم مارنے پر خرچ ہونی چاہیے۔ (2001 سے چھیڑی امریکی جنگوں کا تناظر!) صہیونیوں کی بداخلاقی، تکبر، بدلحاظی بارے بات کرتا ہے کہ اسی سے لوگ ان سے متنفر ہو رہے ہیں۔ مسلمان اپنی نرم خوئی، دوستانہ رویے سے لوگوں کو اپنا ہمنوا بنا رہے ہیں۔ حال ہی میں فلسطین کے لیے مظاہرے میں کچھ طلبہ شریک تھے جو ابھی مسلمان ہوئے ہیں۔ مسلمان یقیناً زبردست، کشادہ رو، بہترین اخلاق کے حامل ہیں۔ میں ان کی طرفداری کروں گا بہ نسبت سیکولر، قتل عام کرنے والی بلاؤں کے جو ان کے مخالف ہیں!‘

یونیورسٹیاں طلبہ تحریک محدود کرنے پر کئی جگہ مذاکرات طلبہ سے کر رہی ہیں۔ طلبہ اسرائیل سے سرمائے اور علمی، تحقیقی تعلق ختم کروانے پر مصر ہیں جس میں اسرائیل کی معاشی موت مضمر ہے۔ یونیورسٹیاں ہوں یا مغربی حکومتیں۔ سبھی اس جنونی قاتل کے ساتھ شریک جرم ہیں۔ اب تک واشنگٹن کے ایورگرین سٹیٹ کالج اور پورٹ لینڈ یونیورسٹی نے اسرائیل سے سرمایہ مکمل نکال لیا ہے۔ یاد رہے کہ 2005ء میں اسی کالج کی طالبہ راشیل کوری رنج میں اسرائیلی بلڈوزر نے مار ڈالی تھی۔ یہ طالبہ رنج کے ایک فلسطینی خاندان کا گھر بچانے کے لیے بلڈوزر روکنے کی کوشش میں تھی۔ اسرائیلی نے بے دردی سے اسے کچل ڈالا تھا۔ اس کی قربانی 19 سال بعد رنگ لائی: مسجد اقصیٰ میں عید پر دو لاکھ کی تکبیرات اور پورے گلوب پر ’فلسطین آزاد کرو، امریکا اسرائیل کی لعن طعن! کیا عجب منظر ہے!

ایک ہو دنیا حرم (قبلۂ اول) کی پاسبانی کے لیے
ساحلِ غزہ (بحر ابیض) سے لے کر تا بخاکِ امریکا!

مسلمان؟ امریکی روبوٹ/ غلام بنے منہ تک رہے ہیں! ربِ اغفر وارحم!

❀❀❀

رفقاء متوجہ ہوں — ان شاء اللہ

’’مسجد جامع القرآن کمپلیکس، پیپونٹ نزد نیلور، اسلام آباد‘‘ میں

24 تا 26 مئی 2024ء (بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

مدرسین کورس

(نئے و متوقع مدرسین کے لیے)

نوٹ: مدرسین کورس کے لیے درج ذیل کتابچہ کے مطالعہ کا اہتمام فرمائیں۔

☆ قرآن کے نام پر اُٹھنے والی تحریکات اور ان کے بارے میں علماءِ کرام کے خدشات۔

اور

مدرسین ریفریشر کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: مدرسین ریفریشر کورس میں درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کرکے تشریف لائیں:-

☆ منتخب نصاب کے دروس کا باہمی ربط

زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0334-5309613 / 051-4866055 / 051-2751014

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-35473375(042)

تنظیم اسلامی پاکستان کے زیر اہتمام مختلف حلقہ جات میں دورۂ ترجمہ قرآن اور خلاصہ مضامین قرآن کے پروگرام 2024ء (حصہ دوم)

حلقہ فیصل آباد

✿ فیصل آباد: حلقہ فیصل آباد ڈویژن کے تحت فیصل آباد میں 6 مقامات اور جھنگ میں 2 مقامات پر دورۂ ترجمہ قرآن کا انعقاد ہوا۔ مدرسین کے فرائض ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب، فیضان حسن جاوید صاحب، عبداللہ اسماعیل صاحب، فیصل افضل صاحب، عبداللہ ابراہیم صاحب اور اکمل خان غوری صاحب نے سرانجام دیے۔ پروگرامز میں تقریباً 660 مرد حضرات اور 300 خواتین کی شرکت رہی۔ (رپورٹ: رشید عمر، ناظم نشرواشاعت حلقہ)

حلقہ سرگودھا

✿ سرگودھا شرقی: مقامی تنظیم سرگودھا شرقی کے تحت دورۂ ترجمہ قرآن کا انعقاد مسجد جامع القرآن میں ہوا۔ مدرس کی سعادت محمد گلباز صاحب اور ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب نے حاصل کی۔ پروگرام میں تقریباً 50 مرد حضرات اور 10 خواتین کی شرکت رہی۔ ✿ میانوالی: مقامی تنظیم میانوالی کے تحت خلاصہ مضامین قرآن کا انعقاد مسجد بیت المکرم میں ہوا۔ مدرس کے فرائض نور خان صاحب نے سرانجام دیے۔ پروگرام میں تقریباً 60 افراد شریک رہے۔ ✿ جوہر آباد: منفرد اسرہ جوہر آباد کے زیر اہتمام بانی محترمؒ کے بیان القرآن کے پروگرام کا انعقاد الکریم پلازہ میں ہوا۔ اس پروگرام میں تقریباً 15 افراد شریک رہے۔ ✿ پپلاں: منفرد اسرہ پپلاں میانوالی کے زیر اہتمام امیر تنظیم آن لائن دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام کا انعقاد جامع مسجد عمرؓ میں ہوا۔ پروگرام میں تقریباً 25 افراد شریک رہے۔

(رپورٹ: خواجہ ہارون رشید، ناظم نشرواشاعت حلقہ)

حلقہ پنجاب شمالی

✿ راولپنڈی: حلقہ پنجاب شمالی کے زیر اہتمام دورۂ ترجمہ اور خلاصہ مضامین قرآن کا انعقاد راولپنڈی میں 13 مقامات، واہ کینٹ اور پنڈی گھیپ ایک ایک مقام پر ہوا۔ مدرسین کے فرائض توقیر احمد صاحب، امجد علی صاحب، عبداللہ حنیف صاحب، نعمان طارق صاحب، راجہ محمد اصغر صاحب، ابوعبداللہ صاحب، شکیل شہزاد صاحب، رضوان حیدر صاحب، سعد محمود صاحب، حمزہ شاہد صاحب، محمد شہریار صاحب، دلاور علی صاحب، وقار احمد صاحب، شفاء اللہ خان صاحب اور مولانا غلام مرتضیٰ صاحب نے سرانجام دیے۔ پروگرامز میں اوسطاً 400 خواتین اور 800 مرد حضرات شریک رہے۔

(رپورٹ: ابرار احمد، ناظم نشرواشاعت حلقہ)

حلقہ ملاکنڈ

✿ باجوڑ غربی: مقامی تنظیم باجوڑ غربی کے تحت دورۂ ترجمہ قرآن کا انعقاد مسجد عثمان توحید آباد میں ہوا۔ مدرس کی سعادت نبی محسن صاحب نے حاصل کی۔ پروگرام میں تقریباً 30 افراد نے شرکت کی۔ ✿ باجوڑ شرقی: حلقہ ملاکنڈ کے تحت دورۂ ترجمہ قرآن کا انعقاد باجوڑ شرقی میں ہوا۔ مدرسین کے فرائض محمد نعیم صاحب، عبیداللہ صاحب اور عبدالاحد صاحب نے سرانجام دیے۔ ✿ بی بیوڑ: مقامی تنظیم بی بیوڑ کے تحت دورۂ ترجمہ قرآن کا پروگرام جامع مسجد میں ہوا۔ مدرس کی سعادت حسین احمد صاحب نے حاصل کی۔ پروگرام میں تقریباً 45 افراد نے شرکت کی۔ ✿ سوات: مقامی تنظیم سوات کے تحت دورۂ ترجمہ قرآن کا انعقاد مسجد آتات خیل غالیگے میں ہوا۔ مدرس کی سعادت مولانا معاذ اللہ صاحب نے حاصل کی۔ پروگرام میں تقریباً 45 افراد نے شرکت کی۔

(رپورٹ: محمد سعید جان، ناظم نشرواشاعت حلقہ)

حلقہ کراچی وسطی

✿ شاہ فیصل: مقامی تنظیم شاہ کے تحت دورۂ ترجمہ قرآن کا انعقاد الخیر کمیونٹی سینٹر میں ہوا۔ مدرس کی سعادت حافظ محمد اسعد قریشی صاحب نے حاصل کی۔ اس پروگرام میں تقریباً 90 مرد حضرات اور 110 خواتین نے باقاعدگی سے شرکت کی۔ ✿ بنوری ٹاؤن: مقامی تنظیم بنوری ٹاؤن کے تحت دورۂ ترجمہ قرآن کا انعقاد رائل لاؤنج جمیل پلازہ میں ہوا۔ مدرس کے فرائض محمد خرم احمد صاحب نے سرانجام دیے۔ پروگرام میں تقریباً 80 مرد حضرات اور 80 خواتین نے باقاعدگی سے شرکت کی۔ ✿ گلشن اقبال: مقامی تنظیم گلشن اقبال کے تحت نیو ٹی لان میں محمد حسین صاحب نے دورۂ ترجمہ قرآن کی سعادت حاصل کی۔ پروگرام میں تقریباً 130 مرد حضرات اور 120 خواتین نے کی شرکت رہی۔ مقامی تنظیم گلشن اقبال کے تحت دوسرا پروگرام مسجد عثمان فاران کلب میں ہوا۔ مدرس کی سعادت حافظ محمد راسب وسیم صاحب نے حاصل کی۔ پروگرام میں تقریباً 30 خواتین اور 40 مرد حضرات نے شرکت کی۔ مقامی تنظیم گلشن اقبال کے تحت تیسرا پروگرام پی آئی اے نرسری میں ہوا۔ مدرس کی سعادت سید وجاہت علی صاحب نے حاصل کی۔ پروگرام میں 150 خواتین اور 140 مرد حضرات نے شرکت کی۔ ✿ گلشن جمال: مقامی تنظیم گلشن جمال کے تحت دورۂ ترجمہ قرآن ڈی وی ایم بینکوئیٹ میں ہوا۔ مدرس کے فرائض اسامہ جاوید عثمانی صاحب نے سرانجام دیے۔ پروگرام میں روزانہ اوسطاً 250 مرد حضرات اور 300 خواتین کی باقاعدگی سے شرکت رہی۔ ✿ راشد منہاس جوہر: مقامی تنظیم راشد منہاس جوہر کے تحت دورۂ ترجمہ قرآن کا انعقاد کینڈل بینکوئیٹ میں ہوا۔ مدرس کی سعادت ڈاکٹر عطاالرحمٰن عارف صاحب نے حاصل کی۔ پروگرام میں تقریباً 400 مرد حضرات اور 200 خواتین کی شرکت رہی۔ ✿ قرآن مرکز جوہر: قرآن مرکز جوہر میں دورۂ ترجمہ قرآن کی سعادت انجینئر محمد عثمان علی صاحب نے حاصل کی۔ پروگرام میں اوسطاً 1000 مرد حضرات اور 600 خواتین کی باقاعدگی سے شرکت رہی۔ ✿ سندھ بلوچ سوسائٹی: مقامی تنظیم سندھ بلوچ سوسائٹی کے تحت دورۂ ترجمہ قرآن کا پروگرام دی اکسلسیو ر بینکوئیٹ میں ہوا۔ مدرس کے فرائض عزیز ظفر صدیقی صاحب نے بخوبی انجام دیے۔ پروگرام میں تقریباً 100 مرد حضرات اور 110 خواتین کی باقاعدگی سے شرکت رہی۔ ✿ ماڈل کالونی: مقامی تنظیم ماڈل کالونی کے زیر اہتمام خلاصہ مضامین قرآن کا انعقاد آکسفورڈ سکول میں ہوا۔ سید یونس واجد صاحب نے مدرس کے فرائض سرانجام دیے۔ پروگرام میں اوسطاً 45 مرد حضرات اور 55 خواتین کی شرکت رہی۔ مقامی تنظیم ماڈل کالونی کے تحت دوسرا دورۂ ترجمہ کا پروگرام شاہ مغلیہ لان میں ہوا۔ مدرس کی سعادت راشد حسین شاہ صاحب نے حاصل کی۔ پروگرام میں تقریباً 200 خواتین اور 300 مرد حضرات نے شرکت کی۔

(رپورٹ: سرفراز احمد، ناظم نشرواشاعت حلقہ)

✿✿✿

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ روزہ اور قرآن دونوں کو ہم سب کے حق میں ایسا سفارش کرنے والا بنائے جن کی سفارش بارگاہ الٰہی میں مقبول ہو۔ آمین!

places like Gaza and Sudan. Hence OCHA and its partners could reach only 38% of those who had been targeted for providing very urgently needed help. While expressing his serious concern at this situation, Martin Griffiths also quoted the World Food Program (WFP) as stating that any one per cent cut can put 400,000 more people in serious food insecurity.

Discouraged by this situation, OCHA with its 1900 partner organization has asked for only 46 billion dollars for year 2024, compared to its call for 57 billion dollars in the previous year. This is despite the fact that relief organizations estimate that around 50 billion dollars are needed for the 2.3 million inhabitants of Gaza alone. The number of people needing humanitarian assistance, overall, has increased this year to 300 million, with the addition of 2.3 million Gazans under brutal bombardment by Israel. OCHA has cut down its ambitions and it is now trying to provide humanitarian assistance to only 180 million people (in 72 countries) out of these 300 million people. Last year it was able to provide life-saving assistance to 128 million people, according to its own data.

Clearly significant efforts should be made to substantially improve the funds position of OCHA, with its partner organizations, so that together they can reach out to as many people as possible to provide humanitarian assistance. However, the even bigger challenge remains to reduce the incidence and seriousness of humanitarian crises situations.

__Courtesy__: ***Stockholm International Peace Research Institute*** __https://www.sipri.org/__

چناب کلب کے حلقہ احباب میں سے ایک ساتھی کی اپنے دوستوں کیلئے بہترین انداز میں دعا

نوٹ: فیصل آباد چناب کلب میں اس رمضان المبارک کے دوران دورۂ ترجمہ قرآن کا اہتمام کیا گیا۔ ایک ساتھی انجم لطیف نے مدرس اور حلقہ احباب کے دوسرے ساتھیوں کو دعا کے لیے یہ خوبصورت انداز استعمال کیا۔

یا اللہ اس رمضان کی برکت سے مفتی مسعود ظفر صاحب کو سعادت و ظفر مندی اور وسیلہ ظفر بنا اور رفیق صاحب کو اپنی رفاقت عطا کر کے اچھا رفیق حیات اور رفیق سفر اور تمام دوستوں کا اچھا رفیق بننے کی توفیق عطا فرما۔ شوکت صاحب کو مزید بزرگی اور دین و دنیا کی شان و شوکت عطا کر۔ جاوید صاحب کو شادماں اور زندہ و جاوید رکھنا اور عارف صاحب کو اپنی معرفت عطا کر کے عارف باللہ بنا اور ان کو فرقان عطا فرما۔ یاسین صاحب کو یسین ﷺ کی سنتوں کا عمل پیرا بنا۔ اکرام صاحب کو مزید انعام و اکرام عطا فرما۔ رشید صاحب کو مزید رشد و ہدایت عطا فرما۔ اشرف صاحب کی دعاوں کو شرف قبولیت عطا کر اور ان کو اشرفیاں عطا کر۔ لیاقت صاحب کو مزید عقل و فہم اور لیاقت عطا کر۔ سیف صاحب کو سیف اللہ بنا۔ سلیم صاحب کو سلیم الفطرت اور غنی کر دے۔ آصف صاحب کو مزید اچھے اوصاف عطا فرما۔ ریحان صاحب کو مزید خوشبوئیں بکھیرنے کی توفیق عطا کر۔ فاروق صاحب کو فرقان عطا کر۔ منصور کوثر کو حوض کوثر نصیب کرنا۔ اور یا اللہ انجم لطیف کو انجم اللطیف بننے کی توفیق عطا فرما اور اپنا لطف و کرم عطا فرما۔ آمین یا رب العالمین!

(از: رشید عمر، ناظم نشر و اشاعت حلقہ فیصل آباد)

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ — دعائے مغفرت

☆ حلقہ پنجاب جنوبی، ملتان شہر کے نقیب جناب غلام مرتضیٰ کی والدہ وفات پا گئیں۔ برائے تعزیت: 0304-6830301

☆ حلقہ کراچی وسطی کے ناظم تربیت برائے مدرسین جناب راشد حسین شاہ کی والدہ وفات پا گئیں۔ برائے تعزیت: 0300-3511058

☆ حلقہ پنجاب جنوبی، امیر حلقہ کے معاون جناب اشتیاق احمد صدیقی کی ساس وفات پا گئیں۔ برائے تعزیت: 0321-6300851

☆ حلقہ پنجاب جنوبی، ملتان شہر کے مبتدی رفیق تصور علی کے بہنوئی وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0347-6905670

☆ حلقہ بہاول نگر کے مقامی امیر جناب راو رفاقت علی کے پھوپھا جان وفات پا گئے۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ
فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

Worldwide Military Spending Reaches $2400 Billion

Plenty of Money for Weapons... Shortfall in Funds for United Nations (OCHA) Humanitarian Endeavors

In 2023, the world spent $2400 billion on military expenditure. During the same year the UN's Office for Coordination of Humanitarian Affairs (OCHA) tried to raise $57 billion for people facing humanitarian crisis all over the world. This was just about 2.4% of the world's military budget. However, it could actually raise only about $20 billion. This amounted to just 0.8 per cent of the military expenditure of the world. This was less than one third of what a single country (the USA) provided by way of military assistance. This was only 2.2% of the overall military budget of the USA of around 900 billion USA dollars.

The funding shortfall of almost two-thirds was the biggest shortfall that OCHA has ever experienced, at a time when billionaires are adding more to their wealth than ever before.

What were the implications of this huge gap between what was needed and what could be raised. The UN Under-Secretary General for Humanitarian Assistance Martin Griffiths stated very sadly, "Throughout the year (2023) humanitarian agencies had to make increasingly painful decisions, including cutting life-saving food, water and health programming."

So, this is the reality of the world today, plenty of money is available for weapons that take life, but even a small share of this is not available for the most important life-saving work to be taken up in the most difficult situations. An OCHA document says that the big shortfall of funds last year led to inability to reach people in the most desperate situations—

- In Afghanistan, 10 million people lost access to food assistance between May 2023 and November 2023;
- In Myanmar, more than half a million people were left in desperate living conditions;
- In Yemen, more than 80% targeted for assistance could not get proper water and sanitation;
- In Nigeria, only 2% of the women received healthcare.
- In Gaza, nearly 2.3 million people, which makes up 100% of the population, are in need of emergency assistance.

Here it may be mentioned that even the $57 billion projection of the budget needed was meant to cover only a part of the people actually needing humanitarian assistance. The actual funds received were less than the funds received in the previous year (something that is very rare), despite the big crises situations appearing and then deteriorating rapidly in

Vol: 33 Regd. No. C.P.L NO.114 No.19

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore